لاہور
ہفت روزہ
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
34
مسلسل اشاعت کا
33واں سال
تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام
تنظیم اسلامی کا ترجمان
28 صفر تا 4 ربیع الاوّل 1446ھ/ 3 تا 9 ستمبر 2024ء

ماہ ربیع الاوّل: ہمارے لیے دعوت فکر

ماہ ربیع الاوّل کا ورود تمہارے لیے جشن و مسرت کا پیغام عام ہوتا ہے۔ تم اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اسی کی یاد میں، اسی کے تذکرے میں اور اسی کی محبت کی لذت و سرور میں بسر کرنا چاہتے ہو۔ مگر کبھی تم نے اس حقیقت پر بھی غور کیا کہ یہ کون ہیں جن کی ولادت کے تذکرے میں تمہارے لیے خوشیوں اور مسرتوں کا ایسا عزیز پیام ہے؟

آہ! اگر اس مہینے کی آمد تمہارے لیے جشن و مسرت کا پیام ہے کیونکہ اسی مہینے میں وہ آیا جس نے تم کو سب کچھ دیا تھا لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اسی مہینے میں پیدا ہونے والی ہستی نے جو کچھ ہمیں دیا تھا وہ سب کچھ ہم نے کھو دیا۔ تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی بستی کی بھی کچھ خبر ہے؟ تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو مگر اپنے دل کے اندھیاروں کو دور کرنے کے لیے چراغ نہیں ڈھونڈتے؟ تم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو مگر آہ! تمہارے اعمال حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے۔ تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال و آستین کو معطر کرنا چاہتے ہو مگر آہ! تمہاری عظمت اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کی مشام روح یکسر محروم ہے۔

کاش تمہاری مجلسیں تاریک ہوتیں، تمہارے اینٹ اور چونے کے مکانوں کو زیب و زینت کا ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا، تمہاری آنکھیں رات رات بھر کی مجلس آرائیوں میں نہ جاگتیں، تمہاری زبانوں سے ماہ ربیع الاوّل کی ولادت کے لیے دنیا کچھ نہ بھی سنتی، مگر تمہاری روح کی آبادی معمور ہوتی۔ تمہارے دل کی بستی نہ اجڑتی۔ تمہارا طالع خفتہ بیدار ہوتا۔ تمہاری زبانوں سے نہیں تمہارے اعمال حسنہ سے اسوۂ حسنہ نبوی کی مدح و ثنا کے ترانے اٹھتے! تم اس کے آنے کی خوشیاں تو مناتے ہو مگر تم نے اس مقصد کو فراموش کر دیا ہے جس کے لیے وہ آیا تھا۔ یہ ماہ اگر خوشیوں کی بہار ہے تو صرف اس لیے کہ اسی مہینے میں دنیا کی خزان ضلالت ختم ہوئی اور کلمہ حق کا موسم ربیع شروع ہوا۔ پھر اگر آج دنیا کی عدالت مسموم ضلالت کے جھونکوں سے مرجھا گئی ہے۔ تو اے غفلت پرستو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ بہار کی خوشیوں کی رسم تو مناتے ہو مگر خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے؟

(مولانا ابوالکلام آزاد)

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 332 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 41000 سے زائد، جن میں بچے: 16800،
عورتیں: 12600 (تقریباً)۔ زخمی: 93500 سے زائد

اس شمارے میں

اسلام کا عالمی غلبہ اور پاک افغان خطہ
موت، صلوٰۃ، مسئلہ فلسطین اور مبارک ثانی کیس
ابلیس کی مجلسِ شوریٰ (6)
پاکستان کا مستقبل (3)
جنرل فیض حمید کی گرفتاری، یورپ اور انڈیا میں اسلاموفوبیا
وہی دیرینہ بیماری……

دعوت دینا آپ کا کام، ہدایت دینا اللہ کا کام

سُورۃُ القصص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 56، 57

اِنَّکَ لَا تَہۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ ﴿۵۶﴾ وَ قَالُوۡۤا اِنۡ نَّتَّبِعِ الۡہُدٰی مَعَکَ نُتَخَطَّفۡ مِنۡ اَرۡضِنَا ؕ اَوَ لَمۡ نُمَکِّنۡ لَّہُمۡ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجۡبٰۤی اِلَیۡہِ ثَمَرٰتُ کُلِّ شَیۡءٍ رِّزۡقًا مِّنۡ لَّدُنَّا وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۷﴾

آیت ۵۶: ﴿اِنَّکَ لَا تَہۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ﴾ ’’(اے نبی ﷺ!) آپؐ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپؐ چاہیں‘ بلکہ اللہ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے‘‘

﴿وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ ﴿۵۶﴾﴾ ’’اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔‘‘

یہ آیت خاص طور پر حضور اکرم ﷺ کے چچا ابوطالب کے بارے میں ہے۔ حضور ﷺ کی شدید خواہش تھی کہ وہ ایمان لے آئیں۔ ان کا انتقال 10 نبوی میں ہوا تھا۔ ان کے آخری وقت بھی حضور ﷺ نے ان سے بہت اصرار کیا کہ چچا جان! آپ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ کے کلمات میرے کان میں کہہ دیں تاکہ میں اللہ کے ہاں آپ کے ایمان کی گواہی دے سکوں‘ لیکن وہ اس سے محروم رہے۔ بہرحال یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضور ﷺ پر ان کے بہت احسانات ہیں اور ان کے وہ احسانات حضور ﷺ کی نسبت سے ہم سب پر بھی ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ان کا نام ادب سے لیں اور ان کا ذکر احترام سے کریں۔

آیت ۵۷: ﴿وَ قَالُوۡۤا اِنۡ نَّتَّبِعِ الۡہُدٰی مَعَکَ نُتَخَطَّفۡ مِنۡ اَرۡضِنَا ؕ﴾ ’’اور وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم آپؐ کے ساتھ اس ہدایت کی پیروی کریں تو ہم اپنی زمین سے اُچک لیے جائیں گے۔‘‘

عام طور پر کسی معاشرے میں حق کو قبول کرنے والے لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو حق کو پہچانتے ہی فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ ان کے برعکس کچھ لوگ حق کو پہچان لینے کے باوجود منتظر رہتے ہیں کہ کچھ اور لوگ بھی آ جائیں‘ جب کچھ لوگ اس نظریے کو قبول کر کے اس نئے راستے پر چلیں گے اور ان کے چلنے سے اس راستے کے نشانات واضح ہو کر ایک پگڈنڈی بن جائے گی تو ہم بھی شامل ہو جائیں گے۔ ان دو اقسام کے علاوہ ہر معاشرے میں ایک گروہ ایسے کم ہمت لوگوں پر بھی مشتمل ہوتا ہے جو کسی نظریے کی خاطر کسی قسم کی آزمائش جھیلنے کا حوصلہ نہیں رکھتے۔ وہ حق کو پہچان تو لیتے ہیں مگر اسے بڑھ کر قبول کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ آیت زیر مطالعہ میں ایسے کم ہمت لوگوں کا قول نقل ہوا ہے کہ اے محمد (ﷺ) آپ کی باتیں تو درست ہیں‘ آپ کی دعوت دل کو بھی لگتی ہے‘ لیکن ہم پورے عرب کے ساتھ دشمنی مول نہیں لے سکتے۔

﴿اَوَ لَمۡ نُمَکِّنۡ لَّہُمۡ حَرَمًا اٰمِنًا﴾ ’’کیا ہم نے انہیں امن والے حرم میں متمکن نہیں کیا؟‘‘

ان کے اس بہانے کا یہاں یہ جواب دیا گیا ہے کہ جس حرم کی حدود میں وہ سکون اور چین کی زندگی بسر کر رہے ہیں‘ اسے امن کی جگہ کس نے بنایا ہے؟ تو جس اللہ نے حرم کو امن والی جگہ بنایا ہے‘ کیا اب وہ اپنے نام لیواؤں کی مدد نہیں کرے گا اور کیا وہ ان کو ان کے دشمنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دے گا؟

﴿یُّجۡبٰۤی اِلَیۡہِ ثَمَرٰتُ کُلِّ شَیۡءٍ﴾ ’’کھنچے چلے آتے ہیں اس (حرم) کی طرف ہر قسم کے پھل‘‘

اس گھر کو امن والی جگہ بھی اللہ ہی نے بنایا ہے اور اُسی نے اس کو پھلوں اور رزق کی فراوانی سے نوازا ہے۔

﴿رِّزۡقًا مِّنۡ لَّدُنَّا﴾ ’’یہ خاص رزق ہے ہماری طرف سے‘‘

اس لیے کہ ہمارے محبوب بندے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو مکہ آباد کر کے دعا کی تھی۔ اور یہ اسی دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کہ ہم ہر طرح کا رزق وافر مقدار میں وہاں بسنے والے لوگوں تک مسلسل پہنچا رہے ہیں۔

﴿وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۷﴾﴾ ’’لیکن ان کی اکثریت علم نہیں رکھتی۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
28 صفر تا 4 ربیع الاوّل 1446ھ جلد 33
3 تا 9 ستمبر 2024ء شمارہ 34

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: خورشید انجم
مجلس ادارت: رضاء الحق ● فرید اللہ مروت ● وسیم احمد باجوہ ● محمد رفیق چودھری
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دار الاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-78
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک .... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
خورشید انجم

اسلام کا عالمی غلبہ اور پاک افغان خطہ

15 اگست 2024ء کو امارتِ اسلامیہ افغانستان کو قائم ہوئے 3 برس گزر گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ 15 اگست 2021ء کو اکیسویں صدی کا یہ معجزہ رونما ہوا کہ جدید ترین ٹیکنالوجی اور تباہ کن اسلحہ سے لیس امریکہ کی سربراہی میں نیٹو ممالک کی افواج نہتے افغان طالبان کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوگئیں اور افغان طالبان نے نیٹو اور اُس کے اتحادیوں کو ذلت آمیز شکست سے دو چار کر دیا۔ افغان طالبان کی 20 سالہ کامیاب جدوجہد اور عسکری اور سفارتی دونوں محاذوں پر ان کی واضح جیت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر کوئی قوم اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتے ہوئے دین کو قائم اور نافذ کرنے کے لیے سردھڑ کی بازی لگا دے تو اللہ کی مدد یقیناً آتی ہے۔ چاہے مقابلے میں کتنی ہی بڑی طاغوتی قوت کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو فتح مبین سے نوازتا ہے۔ امریکہ کا افغانستان پر حملہ 11 ستمبر 2001ء کے واقعہ سے شروع ہوا جب نیویارک میں ٹوئن ٹاورز دو ہوائی جہازوں کے ٹکرانے سے منہدم ہوگئے، جس سے ہزارہا افراد جاں بحق ہوگئے۔ امریکہ نے اسامہ بن لادن اور القاعدہ کو اس واقعہ کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

امریکہ افغانستان سے القاعدہ کا نیٹ ورک ختم کرنے کے بہانے افغانستان پر چڑھ دوڑا۔ جلد ہی یہ بات بھی عیاں ہوگئی کہ نائن الیون ایک ڈراما تھا۔ ہر ذی عقل انسان اب تسلیم کرتا ہے کہ یہ Inside Job تھا اور نیو ورلڈ آرڈر، جو کہ درحقیقت جیو ورلڈ آرڈر رہے، اسے دنیا پر مسلط کرنے کے لیے یہ سارا کھیل کھیلا گیا تھا۔ پھر عالمِ اسلام کو تباہ و برباد کرنے کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ امریکہ نے 40 سے زائد ممالک کا اتحاد بنا کر افغانستان پر چڑھائی کر دی۔ یہ وہی وقت تھا جب پاکستان کا کمانڈو صدر پرویز مشرف امریکہ کی ایک دھمکی پر بتاشے کی طرح بیٹھ گیا اور اس طرح پاکستان نے افغانستان پر امریکہ کے اس حملے میں امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی کا شرمناک کردار ادا کیا۔ عراق، لیبیا، شام میں تو صرف تباہی و بربادی پھیلائی گئی جبکہ افغانستان پر باقاعدہ قبضہ کیا گیا اور وہاں غدارانِ وطن پر مشتمل ایک کٹھ پتلی حکومت بھی قائم کر دی گئی۔ امریکہ نے اپنے افغانستان میں آنے کا مقصد جمہوریت کا قیام نیشن بلڈنگ اور مہذب وجدید معاشرے کا قیام بتایا۔ افغان طالبان جنگی حکمت عملی کے تحت وقتی طور پر پسپا ہوئے تھے۔ اُن کی پالیسی اس انگریزی محاورے کی بنیاد پر تھی "we will live to fight another day" بہرحال امریکہ اور اُس کے اتحادی جس وقت دادِ عیش دے رہے تھے اور دنیا اُن کی قوت، جنگی صلاحیت اور اُن کی عظمت کے گیت گا رہی تھی اور خود امریکہ متکبرانہ بول بول رہا تھا۔ اس وقت افغان طالبان ملا عمر کی قیادت میں مجتمع ہوئے۔ اُنھوں نے گوریلا جنگ شروع کی اور جرأت و بہادری کی وہ مثالیں پیش کیں اور نیٹو فوج کو یوں ناکوں چنے چبوائے کہ جنگوں کی تاریخ میں ایک نیا باب رقم ہوگیا۔ امریکہ خوب کر و فر سے میدانِ جنگ میں اُترا تھا اور بیس سال بعد ذلت آمیز شکستِ فاش سے دو چار ہو کر افغانستان سے نکلا بلکہ صحیح تر الفاظ میں دھکے دے کر نکالا گیا۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مسلمان ممالک بالخصوص اور افغان طالبان کے ساتھ اچھے روابط رکھنے والے

دیگر ممالک بالعموم، امارت اسلامیہ افغانستان کو 15 اگست 2021ء کے بعد فوری طور پر تسلیم کر لیتے۔ لیکن تین برس گزر جانے کے بعد بھی افسوسناک حقیقت یہ ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان کو باضابطہ طور پر کسی ملک نے تسلیم نہیں کیا۔ اگرچہ تقریباً ڈیڑھ برس قبل چین نے کابل میں اپنا ایک سفیر مقرر کر دیا تھا اور چند روز قبل افغان طالبان کی حکومت کے سفیر نے باضابطہ طور پر متحدہ عرب امارات میں اپنا منصب سنبھال لیا ہے۔ جہاں تک چین کا تعلق ہے تو 2021ء کے اواخر سے ہی اس کے امارت اسلامیہ افغانستان کے ساتھ تجارتی مراسم قائم ہو چکے تھے۔ آج چین اور افغان طالبان کی حکومت کئی کثیر الجہتی منصوبوں پر اشتراک کر رہے ہیں۔ سخت پابندیوں کے باوجود افغانستان کی معیشت کا مضبوط ہو جانا بھی کسی معجزہ سے کم نہیں۔

15 اگست 2021ء کو جب امارت اسلامیہ افغانستان قائم ہوئی تو دنیا بھر کے معاشی ماہرین کا کہنا تھا کہ افغانستان کی حکومت اوّل تو مغرب اور متموّل اقوام کی محتاج ہوگی وگرنہ جلد معاشی اور سیاسی سطح پر ناکام ہو جائے گی۔ پھر یہ کہ افغانستان کے 9 ارب ڈالر کے وہ مالی وسائل جو امریکہ میں موجود تھے اُنہیں منجمد کر دیا گیا۔ داعش جیسی دہشت گرد تنظیم کے ذریعے افغانستان میں تخریبی کارروائیوں کا سلسلہ شروع کروایا گیا۔ پاکستان سے بھی تعلقات ٹی ٹی پی کے پیچیدہ مسئلہ کے باعث خراب ہوئے اور دونوں برادر ہمسایہ ممالک کے مابین سرد مہری بلکہ سرد جنگ آج تک چل رہی ہے۔ قصہ کوتاہ افغانستان کو ہر حربہ سے بین الاقوامی سطح پر تنہا کرنے کے لیے مختلف اقدامات اُٹھائے گئے اور افغان حکومت کو گرانے کے لیے بھی طرح طرح کی سازشیں کی گئیں۔ لیکن انتہائی نامساعد حالات کے باوجود امارت اسلامیہ افغانستان نے اپنی طے شدہ سمت میں سفر جاری رکھا۔ آج دنیا یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ افغانستان کی معیشت کے مختلف اشاریوں میں بڑے پیمانے پر بہتری آئی ہے۔ ہر شعبۂ زندگی میں سماجی حوالے سے بھی بہتری آئی ہے۔

دوسری طرف پاکستان کے لیے سوچنے کا مقام ہے کہ اسلام کی بنیاد پر قائم ہونے والا ایٹمی ملک سیاسی، معاشی، معاشرتی اور ہر ہر سطح پر زبوں حالی کا شکار کیوں ہے۔ تقریباً تمام معاشی اشاریوں میں ہمارا معاملہ صرف تین برس قبل قائم ہونے والی امارت اسلامیہ افغانستان کے مقابلے میں بدتر ہو چکا ہے۔ امارت اسلامیہ افغانستان کا کام ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ اُن کا امتحان جاری ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنھیں یہ حوصلہ اور ہمت عطا فرمائے کہ وہ افغانستان کو مکمل طور پر ایک اسلامی فلاحی ریاست بنا کر باقی عالم اسلام پر حجت قائم کر دیں اور ہر مرحلہ پر طاغوتی قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہیں۔ آمین! جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے تو ہم ایک عرصہ سے یہ بات دہراتے آ رہے ہیں کہ پاکستان کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے کہ جس نظریہ کی بنیاد پر پاکستان معرضِ وجود میں آیا تھا، اُسے عملی تعبیر دی جائے۔ یعنی اسلام کا عادلانہ و منصفانہ نظام یہاں قائم و نافذ کیا جائے۔ پاکستان کے لیے جدید دور کی اسلامی فلاحی ریاست بن جانا صرف ممکن ہی نہیں بلکہ ناگزیر بھی ہے۔ چار سو سالہ علمی، فکری و تحریکی خزانہ اور وراثت کی امانت اس وقت پاکستان کے پاس ہے۔ پاکستان کا قیام ایک معجزہ ہے کہ ایک طرف ہندو قوم جس کے نزدیک بھارت کی تقسیم گئو ماتا کی تقسیم کے مترادف تھی جب کہ دوسری طرف انگریز کی ہمدردیاں واضح طور پر کانگریس کے ساتھ تھیں کیونکہ اس وقت برطانیہ میں لیبر پارٹی کی حکومت تھی۔ پھر قرارداد مقاصد کی منظوری کا مطلب یہ تھا کہ گویا منتخب پارلیمنٹ نے اجتماعی سطح پر کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ لیا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ 31 علماء کے 22 نکات جن کے ذریعے ''کس فرقے کا اسلام'' کا منہ توڑ جواب دے دیا گیا۔ علاوہ ازیں 1973ء کے آئین میں اسلامی دفعات کا شامل ہونا اور 1974ء میں پارلیمنٹ کی جانب سے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جانا وغیرہ۔ یہ سب اشارات ہیں کہ پاکستان اسلام کے عالمی غلبہ کی خدائی تدبیر کے سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے اور اسلام کے عالمی غلبہ میں ایک اہم اور فیصلہ کن کردار پاکستان نے ادا کرنا ہے۔ مزید برآں اس عالمی غلبہ کے بارے میں احادیث کے اندر واضح اشارات موجود ہیں کہ یہ اسی خطہ ارضی یعنی پاکستان اور افغانستان کے اس حصے سے ہوگا جسے نبی اکرم ﷺ کے دورِ مبارک میں خراسان کہا جاتا تھا۔ اُس زمانے کا خراسان آج کے ایران کے صوبہ خراسان، پاکستان اور افغانستان کی پشتون بیلٹ اور اس سے ملحقہ علاقوں پر مشتمل ہے۔ احادیث کے مطابق اسی علاقہ سے سیاہ جھنڈوں پر مشتمل لشکر حضرت مہدی کی نصرت کے لیے نکلیں گے اور یہی وہ علاقہ ہے جس کے بارے میں شامی ادیب اور مورخ امیر شکیب ارسلان کا قول ہے کہ ''اگر ساری دنیا میں اسلام کی نبض ڈوب جائے، کہیں بھی اس میں زندگی کے آثار اور رمق باقی نہ رہے تب بھی کوہ ہمالیہ اور کوہ ہندوکش کے درمیان کے علاقے میں رہنے والوں کا اسلام زندہ رہے گا اور ان کا عزم جوان رہے گا۔'' لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ان خدائی اشارات کو سمجھتے ہوئے سب مل جل کر پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنائیں کیونکہ پاکستان نے اسلام کے اس عالمی غلبہ میں ایک اہم فیصلہ کن کردار ادا کرنا ہے اور یہ گویا پاکستان کی تقدیر (destiny) ہے گویا بقول اقبالؔ

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

موت، صلوٰۃ، مسئلہ فلسطین اور مبارک ثانی کیس

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 16 اگست 2024ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراھیم

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

آج کے خطاب جمعہ میں چار موضوعات پر گفتگو کرنی ہے:

1۔ موت کی یاد دہانی

اس زمین پر ایسے لوگ تو موجود ہیں جو خالق کائنات کے منکر ہیں مگر موت کا انکار وہ بھی نہیں کر سکتے ۔ یہ ایسی اٹل حقیقت ہے جس سے ہر ایک کو گزرنا پڑتا ہے۔ تقویٰ کی معراج پر انبیاء علیہم السلام ہیں مگر وہ بھی دنیا سے چلے گئے۔ جن کے پاس مال و دولت کے ڈھیر تھے، جن کے پاس بڑی بڑی سلطنتیں اور بادشاہتیں تھیں وہ بھی چلے گئے ۔ سب نے جانا ہے مگر جانے کے بعد اپنے اعمال کا حساب کتاب بھی دینا ہے ۔ قبر میں بھی سوالات ہیں، میدان حشر میں بھی سوالات ہیں ۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہم اس جوابدہی کے لیے تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج﴾ (الحشر:18) ''اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان کو دیکھتے رہنا چاہیے کہ اُس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے!''

آج ہمارے بچے کیمبرج یا میٹرک سسٹم میں مارکس لے کر آتے ہیں، گریڈ اے پلس لے کر آتے ہیں تو ہم خوش بھی ہوتے ہیں اور جشن بھی مناتے ہیں۔ کل روزِ محشر ہمارا سارا اعمال نامہ اللہ تعالیٰ ہمارے سامنے رکھ دے گا کہ ہم نے اس دنیا میں کیا کیا اور انہی اعمال کی بنیاد پر ہمیشہ کی زندگی کا فیصلہ ہوگا۔ ہم سوچیں کہ کیا آج ہم مرنے کے لیے تیار ہیں۔ کیا ہمارے معاملات اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اللہ کی مخلوق کے ساتھ، اللہ کے بندوں کے ساتھ درست ہیں؟ ہم اللہ کے بندے ہیں تو کیا بندگی کا حق ادا کر رہے ہیں، ہم اللہ کے رسول ﷺ کے اُمتی ہیں تو کیا اُمتی ہونے کا حق ادا کر رہے ہیں؟ کیا ہمارے لین دین، قرض، وراثت کی تقسیم کے معاملات ٹھیک ہیں ۔ ہماری معیشت میں حرام تو شامل نہیں ہے؟ ہماری معاشرت میں بے پردگی اور بے حیائی تو شامل نہیں ہے۔ اس دنیا میں اللہ نے ہمیں بھیجا ہے اس لیے کہ: ﴿ اَلَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط﴾ (الملک: 2)

''جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔''

موت کسی وقت بھی آسکتی ہے ۔ کئی لوگ نماز میں ہوتے ہیں، خیر کے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں تو موت آجاتی ہے اور کئی لوگ گناہوں میں ملوث ہوتے ہیں کہ موت آجاتی ہے۔ روزمرہ ہم دیکھ بھی رہے ہیں ۔ ایک مسلمان کے لیے لازم ہے کہ اسے ہر وقت یہ فکرمندی رہے کہ ابھی مجھے موت آگئی تو میں اللہ کے سامنے کیا منہ لے کر جاؤں گا۔ دوسری طرف شیطان ہے جس نے ہمیں انجامِ بد سے دوچار کرنے کی قسم اُٹھا رکھی ہے ۔ اللہ نے ہمیں اس حوالے سے خبردار بھی کر دیا ہے:

''یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے' چنانچہ تم بھی اس کو دشمن ہی سمجھو! یہ تو بلاتا ہے اپنے ہی گروہ کے لوگوں کو تا کہ وہ جہنم والوں میں سے ہو جائیں۔'' (فاطر:6)

شیطان کو پتا ہے کہ اگر بندہ ایمان پر دنیا سے چلا گیا تو وہ بندہ کامیاب ہو جائے گا۔ اس لیے وہ اپنا پورا زور لگاتا ہے کہ بندے کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو۔ کیا مجھے اور آپ کو کوئی فکرمندی ہے کہ شیطان واقعی ہمارا دشمن ہے؟ اگر ہم روزمرہ زندگی میں شیطان کے شر سے بچنے کی کوشش نہیں کر رہے، اس کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنے کی کوشش نہیں کر رہے تو آخری وقت میں کیسے اس کے شر کا مقابلہ کر سکیں گے ؟ یہ بہت بڑا سوالیہ نشان ہے ؟ ہم جنازے میں جو دعا مانگتے ہیں اس کو ملاحظہ فرمائیں:

((اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ)) ''اے اللہ! جس کسی کو تو ہم میں سے زندہ رکھ اسلام پر زندہ رکھیو اور جس کو ہم میں سے وفات دے ایمان پر دیجیو''۔

بندہ ہر لمحہ اس بات کو ذہن میں رکھے کہ میرے جانے کا وقت کسی وقت بھی آسکتا ہے اور آئے گا۔ انسان کو روزانہ سوتے وقت، نماز کے بعد یا رات کے کسی پہر بیٹھ کر تھوڑا سا مراقبہ کرنا چاہیے کہ میں جس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا کیا وہ میں پورا کر رہا ہوں ؟ میں اللہ کو راضی کر رہا ہوں یا ناراض کر رہا ہوں ۔ آج میں جنت کے قریب ہوا یا جہنم کے قریب ہوا۔ دن میں کئی کئی گھنٹے سکرین پر گزر جاتے ہیں تو دو منٹ بندہ اپنے لیے بھی نکال لے اور اپنا بھی محاسبہ کر لے ۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

2۔ نماز قائم کرو

دن میں پانچ وقت ہمیں بلایا جاتا ہے، حی علی الصلوٰۃ کی پکار لگتی ہے ۔ یہ کوئی اخبار کا اشتہار یا شادی کا دعوت نامہ تو ہے نہیں کہ دل کیا تو چلے گئے، دل نہ کیا تو نہ گئے ۔ نماز کے معاملے میں ایسی کوئی چھوٹ نہیں ہے کیونکہ یہ پکار اللہ کی طرف سے ہے ۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ج فِيْهِ ج هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ (البقرہ:3،2) ''یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ ہدایت ہے پرہیزگار لوگوں کے لیے۔ جو ایمان رکھتے ہیں غیب پر اور نماز قائم کرتے ہیں۔''

دل میں اگر ایمان ہو تو اس کا اظہار عمل سے ہوتا ہے اور عمل میں اولین مطالبہ نماز کا ہے۔ ہر چند گھنٹوں بعد میرا اور آپ کا امتحان ہو رہا ہے۔ جس طرح کافر اور مسلمان برابر نہیں ہو سکتے، حلال کمانے والا اور حرام کمانے والا برابر نہیں ہو سکتے، اسی طرح نمازی اور بے نمازی برابر نہیں ہو سکتے۔ چار دوست کسی دنیوی مشغلہ میں مصروف ہیں، اذان کی آواز آ گئی، ایک اُٹھ کر نماز کے لیے چلا گیا، تین بیٹھے ہوئے ہیں۔ کسی نے کچھ نہیں کہا لیکن چاروں نے اپنے عمل سے دعوت پیش

کردی۔ نمازی اپنے عمل سے دعوت پیش کر گیا کہ جو ہم کر رہے ہیں یہ اہم نہیں ہے بلکہ نماز اہم ہے۔ جبکہ باقی تین نے اپنے عمل سے دعوت پیش کردی کہ نماز اہم نہیں ہے بلکہ جس دنیوی مشغلہ میں ہم مصروف ہیں وہ اہم ہے۔ اس لحاظ سے ہر آدمی اپنے عمل سے دعوت پیش کر رہا ہے۔ سوچیے! ہر چند گھنٹوں بعد میرا اور آپ کا امتحان ہے یا نہیں ہے کہ دعویٰ ایمان کا ہے تو ثبوت پیش کرو۔ ہر بالغ مرد کے لیے تو نماز باجماعت کا تقاضا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں یہ اللہ کے ساتھ ہمارا ذاتی معاملہ ہے۔ حالانکہ یہ ذاتی معاملہ نہیں ہے۔ اللہ اجتماعی سطح پر بھی نماز کا قیام چاہتا ہے۔ بہت سی باتیں ہمیں بھول جاتی ہیں، غفلت طاری ہو جاتی ہے۔ یاددہانی سے فائدہ ہو جاتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

((الصلوٰۃ عماد الدین)) ''نماز دین کا ستون ہے۔''

جس نے نماز کو قائم کیا، اس نے دین کی عمارت کو قائم رکھا جس نے نماز کو ترک کیا گویا اس نے دین کی عمارت کو منہدم کر دیا۔ ہمارے دین میں نماز کی اتنی زیادہ اہمیت ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

((من ترک الصلاۃ متعمدا فقد کفر)) (جامع ترمذی) ''جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کر دی وہ کفر کر چکا۔'' کوئی نماز کا انکار کر دے تو اسلام سے نکل جائے گا، کافر ہو جائے گا لیکن نماز ادا نہیں کر رہا تو وہ عملاً کفر کی روش پر ہے۔ صحابہ کرام ؓ کے ہاں تو طے تھا کہ بے نمازی کافر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عبداللہ بن ابی جیسا منافقین کا سردار بھی جمعہ کی نماز میں پہلی صف میں بیٹھ جایا کرتا تھا اور منافقین فجر اور عشاء کی نماز میں بھی آتے تھے کیونکہ انہیں خدشہ تھا کہ اگر ہم فجر اور عشاء میں نہیں آئے تو ہمیں مسلمان نہیں مانا جائے گا۔ آج مسلمانوں کی عظیم اکثریت پانچوں نمازوں میں غائب ہے اور کوئی پریشانی نہیں ہے۔ حالانکہ اس زمانے میں منافقین کو بھی پریشانی تھی۔ وہ منافقین جن کے بارے میں اللہ نے واضح کر دیا:

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ﴿١٤٥﴾﴾ (النساء) ''یقیناً منافقین آگ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے اور تم نہ پاؤ گے ان کے لیے کوئی مددگار۔''

ان کا حال یہ تھا کہ اپنے اسلام کے جھوٹے دعوے کے اظہار کے لیے فجر اور عشاء میں بھی آتے تھے۔ آج ہم مسلمانوں کا معاشرہ دیکھ رہے ہیں کہ پانچوں نمازوں میں غائب ہیں لیکن پھر بھی خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بندے کے اسلام اور کفر کے درمیان فصل نماز ہے۔ روز محشر پہلا سوال ہی نماز کے بارے میں ہوگا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اپنا حق معاف کر دے گا۔ حالانکہ طبرانی کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: پہلا سوال نماز کے بارے میں ہوگا، اگر نماز درست ہوئی تو باقی معاملات بھی درست ہوں گے اور اگر نماز میں گڑبڑ ہے تو باقی معاملات میں بھی گڑبڑ آ جائے گی۔ حقوق العباد بجا ہیں مگر حقوق اللہ بھی اہم ہیں۔ سورہ المدثر میں اللہ تعالیٰ نے جہنم والوں اور جنت والوں کے درمیان مکالمہ نقل فرمایا ہے۔ جنت والے جہنم والوں سے پوچھیں گے:

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ ﴿٤٢﴾﴾ ''تم لوگوں کو کس چیز نے جہنم میں ڈالا؟''

جہنم والے جواب دیں گے: ﴿قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ﴿٤٣﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ ﴿٤٤﴾﴾ ''وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔ اور نہ ہم مسکین کو کھانا کھلاتے تھے۔''

یعنی جہنم میں جانے کی پہلی وجہ نماز ہوگی۔ حقوق العباد کا ذکر بعد میں ہے، حقوق اللہ کا ذکر پہلے ہے۔ لہٰذا صرف ہیومن رائٹس کی باتیں کر کے حقوق اللہ کی اہمیت کو کم کرنا بھی فتنہ ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ حقوق العباد کو ادا کرنے کا حکم بھی اللہ نے دیا ہے چاہے وہ ماں باپ کے حقوق ہوں، اولاد، اقرباء، پڑوس، یتیموں اور بے سہارا لوگوں کے حقوق ہوں۔ اس لحاظ سے حقوق العباد بھی حقوق اللہ بن جاتے ہیں۔ اگر بندوں کے حقوق پامال ہوں گے تو اس کا جواب بھی ہم نے اللہ کو ہی دینا ہے۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ بڑے اگر نماز کے لیے مساجد میں آ رہے ہیں تو بچے (جو بنیادی پاکی ناپاکی کی بات کو سمجھتے ہیں) کیوں نظر نہیں آتے۔ طیب اردگان نے ترکی کی مساجد میں بچوں کے لیے باقاعدہ پلے گراؤنڈ بنوائے تاکہ بچے رغبت کے ساتھ مساجد میں آئیں۔ کچھ لوگوں نے اعتراض کیا تو طیب اردگان نے کہا کہ اگر آج بچے مساجد میں نہیں آئیں گے تو کل یہ اسلام کی طرف بھی نہیں آئیں گے۔ سیکولرز، لبرلز اور دین بےزار لوگ یہ فتنہ بھی پھیلا رہے ہیں کہ دینی احکام پر عمل کرنے میں کوئی جبر

پریس ریلیز 30 اگست 2024ء

اسرائیل کا مقبوضہ مغربی کنارے میں قتلِ عام شروع کرنے پر بھی مسلم ممالک کا عملی اقدامات نہ اُٹھانا انتہائی شرمناک ہے

شجاع الدین شیخ

اسرائیل کا مقبوضہ مغربی کنارے میں قتلِ عام شروع کرنے پر بھی مسلم ممالک کا عملی اقدامات نہ اُٹھانا انتہائی شرمناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ غزہ میں جاری وحشیانہ اسرائیلی بمباری کو شروع ہوئے 11 ماہ ہونے کو ہیں۔ میڈیا میں بتائے جانے والے اعداد و شمار کے مطابق 42 ہزار سے زائد مرد، عورتیں، بچے اور بوڑھے شہید کیے جا چکے ہیں اور ایک لاکھ کے قریب شدید زخمی ہیں۔ اسرائیلی بمباری سے 80 فیصد غزہ تباہ ہو چکا ہے۔ خوراک، پانی اور جان بچانے والی ادویات کی شدید ترین قلت ہے۔ مساجد، پناہ گزین کیمپوں اور سکولوں کو مسلسل بمباری کر کے تباہ کیا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ غزہ کے مسلمان ایک دلخراش انسانی المیہ سے گزر رہے ہیں۔ دوسری طرف اگرچہ اسرائیلی فوج اور مسلح ناجائز صہیونی آبادکار پون صدی سے مقبوضہ مغربی کنارے میں فلسطینی مسلمانوں پر مظالم ڈھا رہے ہیں لیکن بدھ کے دن سے اسرائیلی فوج کا فلسطین کے اس حصہ پر بھی کئی دہائیوں میں سب سے بڑے حملے کا آغاز انتہائی تشویشناک ہے۔ جس میں اب تک درجنوں فلسطینی مسلمانوں کو شہید کیا جا چکا ہے۔ بیت اللحم میں بھی صہیونیوں نے درجنوں فلسطینیوں کو گولیوں سے بھون دیا۔ زخمیوں کو لے جانے والی ایمبولینسوں کو روکا جا رہا ہے۔ مقبوضہ مغربی کنارے کے علاقوں جنین، طولکرم اور نور شمس پناہ گزین کیمپ میں بجلی کی لائنیں کاٹ دی گئیں ہیں اور انٹرنیٹ سروس مکمل طور پر معطل کر دی گئی ہے۔ فلسطینیوں کو محصور کرنے کے لیے دوسرے علاقوں سے جوڑنے والے تمام راستے بند کر دیے گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیلی وزیر برائے قومی سلامتی اتمار بن غفیر کا حالیہ بیان کہ جلد مسجد اقصیٰ میں یہودی عبادت گاہ تعمیر کی جائے گی اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ صہیونیوں کی جانب سے گریٹر اسرائیل کے ناپاک منصوبے کی تکمیل کی طرف تیزی سے پیش قدمی جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ فلسطینی مسلمانوں کی نسل کشی پر خاموش رہنے کی بجائے اب مسلمان ممالک کے حکمرانوں اور افواج کو بیت المقدس کی حفاظت کا ذمہ اٹھاتے ہوئے اسرائیلی درندگی اور دہشت گردی کے خلاف عملی اقدامات کرنے ہوں گے۔ محض مذمتی بیانات یا نیتن یاہو کو جنگی مجرم کہہ دینے سے اسرائیلی ظلم کو نہیں روکا جا سکتا۔ اگر اب بھی مسلمان ممالک کے حکمران اور مقتدر حلقے فلسطینی مسلمانوں کی مدد کے لیے عملی اقدامات نہیں اٹھاتے تو دنیا کی رسوائی کے ساتھ آخرت میں بھی مجرم قرار پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فلسطینی مسلمانوں کی نصرت فرمائے اور امت مسلمہ کو غیرتِ ایمانی عطا فرمائے۔ آمین! (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

نہیں ہے اور اس کے لیے وہ قرآن مجید کی ایک آیت کو غلط طور پر Quote کرتے ہیں کہ: ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ (البقرۃ:256) ''دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔'' ایک بڑی سیاسی جماعت نے کراچی شہر میں بینر لگادیے اور اس آیت کا انگریزی میں یہ ترجمہ بھی ان پر لکھ دیا:

" There is no compulsion in religion"

باقاعدہ حوالہ بھی بینرز پر لکھ دیا۔ ہر تیسرا اسکولر، لبرل اور دین بےزار اس آیت کو اپنے غلط نظریات کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ حالانکہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ دین کو قبول کروانے میں کوئی جبر نہیں ہے۔ گن پوائنٹ پر کسی سے دین قبول نہیں کروایا جائے گا لیکن جو قبول کرلے گا تو اس کے بعد اس سے دین کے احکام پر عمل کروایا جائے گا۔ بچہ جب تک سکول نہیں جاتا، اس پر کوئی جبر نہیں ہے دس بجے اُٹھ کر ناشتہ کرے، گیارہ بجے اُٹھے۔ لیکن جب ایک بار سکول میں داخلہ ہوگیا تو اب سات بجے سکول پہنچنا ہوگا، سکول لیٹ جائے گا تو جرمانہ بھی ہوگا، سزا بھی مل سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: بچہ سات سال کا ہو جائے تو نماز کی تلقین کرو اور 10 سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر سختی کرو۔ آج ہم صبح چھ بجے اڑھائی سال کے بچے کو زبردستی اُٹھا کر ہم مونٹیسری بھیجتے ہیں، وہ سکول بھی جائے گا، ٹیوشن بھی پڑھے گا، یہ بھی کرے گا، وہ بھی کرے گا تو کیا یہ جبر نہیں ہے؟ سارا جبر دین میں ہی کیوں نظر آ گیا۔ سیدنا علی ؓ کا قول ہے کہ سات سال تک بچوں کو کھیلنے کودنے کا وقت دو، ان کے ساتھ کھیلو۔ آج دو اڑھائی سال کے بچے کو اُٹھا کر زبردستی سکول بھیج دیا جاتا ہے تو یہ جبر نہیں ہے؟ کہیں گے جی بچے کی فاؤنڈیشن اچھی ہو جائے گی، Base بن جائے گی وغیرہ تو کیا بچے کا عقیدہ اچھا نہیں ہونا چاہیے؟ بچے کا اللہ کے ساتھ تعلق اچھا نہیں ہونا چاہیے؟ بچے کو محمد مصطفیٰ ﷺ کا امتی نہیں بننا چاہیے؟ بچے کو ماں باپ کے لیے صدقہ جاریہ نہیں بننا چاہیے؟

دوست کو ایئرپورٹ چھوڑنا ہو تو رات کے تین بجے ہم پہنچ جائیں گے، صبح فلائیٹ ہے تو تین گھنٹے پہلے ہم بیدار ہو جاتے ہیں کہ فلائیٹ مس نہ ہو جائے۔ لیکن فجر کی نماز میں مسجد جانے کے لیے ہم تیار نہیں ہوسکتے۔ دوست اہم ہے، فلائیٹ اہم ہے تو کیا اللہ اہم نہیں ہے؟ احادیث میں ہے کہ جو پنج وقتہ نماز کو ادا کرے وہ اللہ کے ذمہ میں آجاتا ہے، اللہ اس کو معاف فرمائے گا اور جو نماز کا اہتمام نہیں کررہا وہ فرعون، ہامان، قارون اور ابوجہل جیسے لوگوں کے ساتھ ہوگا اور اللہ کا کوئی ذمہ اس کے لیے نہیں۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں کہ کسی کے گھر کے باہر نہر ہو اور وہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو کیا اس کے جسم پر میل بچے گا۔ اسی طرح جو پنج وقتہ نماز کا اہتمام کرے اللہ گناہوں کی میل سے اس کو پاک کردے گا۔ پھر یہ کہ نماز کے بڑے فوائد بھی ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ (البقرۃ: 153) ''اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو۔'' آج انفرادی سطح پر بھی اور اُمت کی سطح پر بھی مسلمان مصائب کا شکار ہیں۔ ان حالات میں صبر اور صلوٰۃ کے ذریعے اللہ سے مدد حاصل کرنے کی کوشش کریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (البقرہ) ''جان لو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اپنی آخرت کی فکر کریں، اپنے بچوں کی آخرت کی بھی فکر کریں۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر نماز ترجیح میں ہے تو اس کا مطلب ہے اللہ ہماری ترجیح میں ہے اور اگر نماز ادا نہیں ہو رہی تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ ہماری ترجیح میں نہیں ہے اور اللہ اگر ترجیح میں نہیں ہے تو پھر ہماری آخرت شدید خطرے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غور و فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

3۔ مسئلہ فلسطین

10 ماہ ہو چکے ہیں اہل غزہ مسجد اقصیٰ کی حفاظت کے حوالے سے پوری امت مسلمہ کی طرف سے فرض کفایہ ادا کررہے ہیں۔ مسجد اقصیٰ ہمارا تیسرا حرم ہے۔ اس کی حفاظت پوری امت مسلمہ کا فرض ہے۔ ہم عوام تو مظاہرے کرسکتے ہیں، مذمت کرسکتے ہیں مگر حکمرانوں کے پاس اختیار ہے، طاقت ہے، وہ اسرائیل کو روک سکتے ہیں۔ مگر ہمارے حکمرانوں کی بے حسی کا یہ عالم ہے کہ اسماعیل ہنیہ کی شہادت پر پریس ریلیز جاری کی گئی اور اس میں سے اسرائیل کا نام کاٹ دیا گیا۔ اہل غزہ امتحان میں ہیں لیکن یہ ہمارا بھی امتحان ہے۔ ہم اپنے دائرے میں رہ کر فلسطینیوں کی مدد کرسکتے ہیں۔ ان کے لیے آواز اُٹھا سکتے ہیں اور سب سے بڑھ کر جو ہم ان کے لیے کرسکتے ہیں وہ اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ ہے۔ اب تک جو بائیکاٹ ہوا ہے اس کا بھی اسرائیلی معیشت پر بہت اثر پڑا ہے مگر اس مہم کو مزید تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ فلسطین کے نمائندے کہہ رہے ہے کہ اگر مسلمان صرف اسرائیلی مصنوعات کا ہی مکمل بائیکاٹ کردیں تو اسرائیل جلد گھٹنے ٹیک دے گا۔ ان شاء اللہ

4۔ مبارک ثانی کیس کا دوسرا فیصلہ

مبارک ثانی کیس کے حوالے سے سپریم کورٹ کے تیسرے ریویو کا فیصلہ امت مسلمہ کے حق میں آیا ہے۔ اس پر ہم چیف جسٹس کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ گزشتہ دو فیصلے (6 فروری اور 24 جولائی 2024ء) جو آئے تھے ان پر علمائے کرام، معزز وکلاء اور دینی جماعتوں نے چیف جسٹس کو توجہ دلائی تھی۔ بعض ممبران اسمبلی کی جانب سے بھی توجہ دلائی گئی۔ اس کے بعد چیف جسٹس نے علماء کا موقف بھی سنا اور فیصلے میں جو متنازعہ حصے تھے ان کو حذف کردیا۔ فیصلہ میں ایک بار پھر یہ واضح کردیا گیا کہ قادیانی اسلامی شعائر کا استعمال نہیں کر سکتے، اپنی عبادت گاہ کو مسجد، اپنی کتاب کو قرآن یا تفسیر قرآن نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی قرآن یا تفسیر قرآن کے نام سے اپنا لٹریچر شائع یا تقسیم کرسکتے ہیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ قانونی جرم ہوگا۔ ہمیں امید ہے کہ جو تفصیلی فیصلہ آئے گا اس میں بھی کوئی ابہام اور سقم موجود نہیں ہوگا۔ اچھی بات یہ ہے کہ قرآن اکیڈمی لاہور سمیت دینی اداروں اور علماء کی جن آراء کو انہوں نے پہلے نہیں دیکھا تھا اب ان کی طرف انہوں نے رجوع کرلیا ہے۔ اہم بات یہ بھی ہے کہ عقیدہ ختم نبوت پر پوری قوم ایک پیج پر ہے۔ پارلیمنٹ ہو، اپوزیشن ہو، حکومت ہو ختم نبوت پر کوئی بھی سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں ہے۔ مذہبی اور دینی جماعتوں نے بھی اپنے سارے اختلافات بھلا کر اس معاملے پر یکجہتی کا مظاہرہ پیش کیا۔ پارلیمنٹ کی کمیٹی نے بھی اپنا رول ادا کیا، بار کونسلز نے بھی کوشش کی۔ عوام نے بھی مہم میں حصہ لیا۔ گویا امت کو جوڑنے والی شخصیت اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ ہم نے عقیدہ ختم نبوت کا دفاع تو کیا مگر اس کا عملی اظہار تب ہوگا جب ہم ختم نبوت کے بعد بحیثیت اُمتی اپنی ذمہ داری کو سمجھنے کی اور اس کو ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ آج قوم منتشر ہے، مضطرب ہے اور ایک لاوا پک رہا ہے تو اس کا واحد حل یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہو جائیں۔ ساری دنیا کے مسلمان رسول اللہ ﷺ کی سنت پر جمع ہوسکتے ہیں۔ آپ ﷺ کی سب سے بڑی سنت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے 23 برس تک اللہ کے دین کو غالب کرنے کی جدوجہد کی۔ اسی مقصد کے لیے ہم نے پاکستان حاصل کیا تھا۔ ہم نے حضور ﷺ کے مشن کو چھوڑا تو ہم انتشار اور مسائل کا شکار ہوگئے۔ اگر ہم اللہ کے رسول ﷺ کے مشن کو تھام لیں گے تو ہم متحد اور منظم بھی ہو جائیں گے اور اللہ کی رحمت بھی ہمارے شامل حال ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے مشن کو تھامنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ڈاکٹر حافظ محمد مقصود

ابلیس کی مجلسِ شوریٰ

(گزشتہ سے پیوستہ)

ابلیس کی مجلس شوریٰ میں ابلیس کی تقریر کے بعد اس کا پہلا مشیر ابلیسی نظام کی خوب تعریفیں کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ بڑا مستحکم نظام ہے اور ہر طبقہ کے لوگوں کو اپنے شکنجے میں بخوبی جکڑ رہا ہے۔ اس پر ابلیس کا دوسرا مشیر اس کو یوں ٹوکتا ہے۔

خیر ہے سلطانیٔ جمہور کا غوغا کہ شر
تو جہاں کے تازہ فتنوں سے نہیں ہے با خبر

یعنی تمہارا دعویٰ ہے کہ ابلیسی نظام بڑا مستحکم ہے اور اس کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے جبکہ جمہوریت کی شکل میں جو تازہ فتنہ سر اُبھار رہا ہے اس سے تو باخبر نہیں ہے۔ جمہوریت کا نعرہ تو یہ ہے کہ ہر کسی کو اس کا حق ملے جبکہ ہمارے ابلیسی نظام کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے حقوق غصب کیے جائیں، ظلم واستحصال کا بازار گرم ہو، طبقاتی کشمکش ہو، امیر امیر تر ہوتا جائے اور غریب غریب تر ہوتا چلا جائے۔ لوگ اپنے اپنے حقوق کے لیے باہم دست و گریباں ہو جائیں، خوب سر پھٹول ہو۔ لیکن جیسا کہ جمہوریت کا نعرہ لگایا جارہا ہے، اگر لوگوں کو اس کے تحت حقوق ملنا شروع ہو گئے تو پھر ہمارا ابلیسی نظام کیسے مستحکم رہے گا۔ جواب میں پہلا مشیر دوبارہ گویا ہوتا ہے۔

ہوں! مگر میری جہاں بینی بتاتی ہے مجھے
جو ملوکیت کا اک پردہ ہو کیا اس سے خطر

بے شک جمہوریت کا نعرہ بڑا دلفریب ہے مگر حقیقت میں یہ بھی ملوکیت کا ہی چربہ ہے۔ اس سے ابلیسی نظام کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام اور جمہوریت ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے ہیں۔ یہ ایک دوسرے کو سپورٹ کرتے ہیں۔ بظاہر ہم نے اس کا نام جمہوریت رکھا مگر اپنی اصل کے لحاظ سے یہ فرنگی ملوکیت، بادشاہت اور آمریت کا ہی ایک نیا روپ ہے۔ اسی بات کو اقبال دوسری جگہ یوں بیان کرتے ہیں۔

ہے وہی سازِ کہن مغرب کا جمہوری نظام
جس کے پردوں میں نہیں غیر از نوائے قیصری

رومن ایمپائر کے بادشاہ قیصر کہلاتے تھے جو اپنے ظلم وجبر میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ جمہوریت کے پردوں میں وہی ظالمانہ بادشاہت کا نظام چھپا ہوا ہے۔ دوسری جگہ اقبال فرماتے ہیں۔

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تُو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری
اس سراب رنگ و بو کو گلستاں سمجھا ہے تو
آہ اے ناداں! قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو

حقیقت میں جمہوریت دیو استبداد کا وہی پرانا پنجرہ ہے جس کو لوگوں نے آشیانہ سمجھ لیا ہے۔ لوگ اسے آزادی سمجھتے ہیں جبکہ یہ غلامی کا وہی پرانا نظام ہے۔ ابلیس کا پہلا مشیر اپنی بات جاری رکھتا ہے۔

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر

ایک چور چوریاں کرتا تھا۔ لوگوں نے اس کو پہچان لیا تو اس نے داڑھی رکھ لی اور لوگ سمجھنے لگے کہ یہ تو بڑا نیک آدمی ہے جبکہ وہ اب نیک آدمی کے بھیس میں پہلے سے بڑھ کر چوریاں کرے گا۔ ابلیس کا مشیر کہتا ہے کہ اسی طرح جب آدم کے اندر یہ کچھ شعور پیدا ہو گیا کہ یہ بادشاہ تو ہمارا خون پی رہے ہیں، ان کو کس نے خدائی اختیارات دے دیے کہ یہ ہم پر خدا بن کر بیٹھے ہوئے ہیں، حالانکہ یہ ہمارے جیسے ہی انسان ہیں۔ اس طرح جب سے ملوکیت بے نقاب ہو گئی تو ہم نے اس کو جمہوری لباس پہنا دیا۔ حالانکہ یہ وہی ابلیسی نظام ہے۔ چنانچہ شکوہ میں جو اقبال نے کہا۔

توڑے مخلوق خداوندوں کے پیکر کس نے
کاٹ کر رکھ دیے کفّار کے لشکر کس نے
تھے ہمیں ایک ترے معرکہ آراؤں میں
خشکیوں میں کبھی لڑتے، کبھی دریاؤں میں
دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہاں داروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی
کس نے ٹھنڈا کیا آتشکدۂ ایراں کو؟
کس نے پھر زندہ کیا تذکرۂ یزداں کو؟

یعنی فرعون اور نمرود مخلوق تھے مگر انہوں نے اپنے آپ کو خدا بنا لیا تھا۔ جب اسلام نے بندوں کو شعور دیا تو مسلمانوں نے باطل کے ان بتوں کو پاش پاش کر دیا اور بندوں کو طاغوت کی غلامی سے نکال کر اللہ کی بندگی میں لانے کے لیے جہاد شروع کیا۔ ابلیس کا مشیر کہتا ہے کہ یہ شعور جب انسانوں میں پیدا ہو گیا تو ہم نے اپنے ابلیسی نظام کو جمہوریت کا لبادہ پہنا دیا اور اس طرح لوگوں کو دھوکہ دیا کہ اب اس نظام کے ذریعے لوگوں کو حقوق ملیں گے، اظہار رائے کی آزادی ہوگی وغیرہ۔ پہلا مشیر کہتا ہے۔

کاروبار شہر یاری کی حقیقت اور ہے
یہ وجود میر و سلطاں پر نہیں ہے منحصر

جمہوریت کے لبادے میں چھپے اس بادشاہی نظام کی حقیقت ذرا مختلف اس لحاظ سے ہے کہ اب کوئی ایک بندہ ہی فرعون اور نمرود بن کر تخت پر نہیں بیٹھ جائے گا بلکہ ایک پارلیمنٹ ہوگی جس میں دو چار سو ممبران ہوں گے اور ان میں اکثریت سرمایہ داروں کی ہوگی کیونکہ جس کے پاس زیادہ سرمایہ ہوگا وہی الیکشن لڑ سکے گا۔ وہ الیکشن میں سرمایہ لگائے گا اور اسمبلی میں بیٹھ کر قوم کا خون نچوڑے گا۔ یہی کام تو بادشاہ بھی کرتے تھے۔ ہمیں تو نتیجے سے غرض ہے جو کہ ایک جیسا ہی نکل رہا ہے۔ مزید کہتا ہے۔

مجلس ملت ہو یا پرویز کا دربار ہو
ہے وہ سلطاں غیر کی کھیتی پہ ہو جس کی نظر

پارلیمنٹ ہو یا بادشاہ کا دربار ہو نتیجہ ہمارے مفاد میں نکل رہا ہے تو ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ خسرو پرویز بھی تخت پر بیٹھ کر عوام کا لہو نچوڑتا تھا اور ادھر پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے سرمایہ دار بھی مختلف حیلے بہانوں سے عوام کو لوٹ رہے ہیں۔ ہمارے ابلیسی نظام کے نزدیک ہر وہ شخص بادشاہ ہے جو عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ اسمبلی ممبران اگر الیکشن میں پیسہ لگاتے ہی اس غرض سے ہیں کہ ایم پی اے، ایم این اے بن کر لوگوں کی زمینوں، جائیدادوں اور کاروبار پر قبضہ کریں گے تو پھر ہمارے نزدیک یہ بھی خسرو پرویز ہیں۔ ہمیں ایسے ہی حکمران چاہئیں جو عوام کا تیل نکالیں۔ مزید کہتا ہے۔

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

(جاری ہے)

پاکستان کا مستقبل (3)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

وطن عزیز پر عذابِ الٰہی کے سائے

اس وقت جو صورت حال ہے اگر زمینی حقائق کو دیکھیں تو انتہائی مایوسی ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ جیسا کہ میں نے بارہا کہا ہے' ہم پر اللہ کا ایک عذاب منافقت کی صورت میں مسلط ہے۔ سورۃ التوبۃ کی آیات 75 تا 77 میں منافقین مدینہ میں سے ایک خاص قسم کے لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ ان کو اپنے فضل سے مال و دولت عطا فرما دے تو وہ خوب صدقہ و خیرات کریں گے اور نیک ہو جائیں گے۔ لیکن جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے نواز دیا تو اب انہوں نے بخل سے کام لیا' تجوریوں کو تالے لگائے اور پیٹھ موڑ لی اور بھول گئے کہ ہم نے کیا وعدہ کیا تھا۔ تو اس وعدہ خلافی کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق کا روگ پیدا کر دیا۔ یہی سزا مسلمانانِ پاکستان کو ملی ہے اور آج یہ دنیا کی منافق ترین قوم ہے۔ افراد کی حد تک اس قوم میں نیک اور صالح لوگ موجود ہیں' جیسے علامہ اقبال کے بقول ابلیس نے کہا تھا:

خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشکِ سحر گاہی سے جو ظالم وضو!

لیکن مجموعی طور پر بحیثیت قوم ہم منافقت کا شکار ہو چکے ہیں۔ اس کا ایک مظہر نفاقِ باہمی ہے کہ ہم ایک قوم نہیں رہے' قومیتوں میں منقسم ہیں۔ ہمارے ہاں پختون نیشنلزم' بلوچ نیشنلزم' سندھی نیشنلزم' سرائیکی نیشنلزم اور اردو نیشنلزم کے نعرے لگتے ہیں۔ ہم ایک قوم ہوتے تو کبھی کا کالا باغ ڈیم بن چکا ہوتا۔ دوسرے یہ کہ ہم نفاقِ عملی کا شکار ہو چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ منافق کی تین علامتیں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے' وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے' اور اگر اسے امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔ یہ تینوں چیزیں ہمارے ہاں رواج پا چکی ہیں۔ آج ہمارے ہاں جو جتنا بلند مرتبت ہے وہ اتنا ہی بڑا جھوٹا' وعدہ خلاف اور خائن ہے۔ اب تو اربوں کے غبن ہوتے ہیں۔ اس ملک کو لوٹ لیا گیا ہے اور اس کا خون چوس چوس کر مغربی دنیا کے بینکوں میں جمع کرا دیا گیا ہے۔ بحیثیت مجموعی ہمارے اخلاق کا دیوالہ نکل چکا ہے اور اس وقت اس کا سب سے بڑا مظہر یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا صدر وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ وعدے کوئی قرآن و حدیث تو نہیں ہوتے! ظاہر ہے یہ صرف ایک فرد کا معاملہ نہیں' بلکہ یہ ہماری قوم کا مرض ہے' جس کا ظہور ((اَعْمَالُکُمْ عُمَّالُکُمْ)) کی صورت میں ہو رہا ہے۔ یعنی ''تمہارے اپنے عمل ہی تم پر حاکم ہو جاتے ہیں''۔ حدیث نبویؐ ہے:

((کَمَا تَکُوْنُوْنَ کَذٰلِکَ یُؤَمَّرُ عَلَیْکُمْ)) ''جیسے تم خود ہو گے ویسے ہی تم پر امراء مقرر ہوں گے۔''

چنانچہ یہ تو قوم کی اخلاقی حالت کا ایک انعکاس (reflection) ہے۔

پھر مالی اعتبار سے بھی ہمارا تقریباً دیوالہ نکل چکا ہے۔ ملکی معیشت کو آئی ایم ایف سے لے کر آکسیجن کی جونکیں لگائی گئی ہے اس کا نتیجہ کیا نکلے گا اور وہ آپ سے کیا ڈیمانڈ کریں گے' یہ سوچنے کی بات ہے۔ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ آئی ایم ایف کے شکنجے میں جو ملک بھی آیا اس کی معیشت تباہ ہو کر رہ گئی۔ جو کچھ انڈونیشیا کے ساتھ ہوا تھا وہ کون نہیں جانتا؟ ملائشیا پھر بھی کچھ بچ گیا تھا' لیکن یہ جو ایشیائی ٹائیگرز تھے یہ آئی ایم ایف کی وجہ سے ہی ختم ہوئے تھے۔ ہم پر ایک وقت آیا تھا کہ ہم نے بڑی خوشی کے ساتھ کہا تھا کہ ہم نے کشکول توڑ دیا ہے' ہم نے آئی ایم ایف سے آزادی حاصل کر لی ہے' لیکن ہم اب دوبارہ وہاں بھیک مانگنے کے لیے پہنچ گئے ہیں۔ ''فرینڈز آف پاکستان'' تو ہمیں ایک پیسہ بھی دینے کو تیار نہیں' سب نے ہمیں آئی ایم ایف کی طرف ہانک دیا! بہرحال زمینی حقائق کی روشنی میں صورت حال بہت ہی مخدوش ہے۔

آیاتِ قرآنی میں پاکستان کی منظر کشی

میں نے آغازِ خطاب میں سورۃ الانفال اور سورۃ النحل کی آیات تلاوت کی تھیں۔ پاکستان کا وجود میں آنا (genesis) سورۃ الانفال کی آیت 26 کی روشنی میں سمجھنا چاہیے۔ ہندوستان میں ہم اقلیت میں تھے اور ڈر رہے تھے۔ اُس وقت بھی ہندو نے ہمیں معاشی اعتبار سے دبایا ہوا تھا' اور خطرہ یہ تھا کہ اگر ہندوستان ایک ملک کی حیثیت سے آزاد ہو گیا تب تو یہ ہمیں ختم ہی کر دیں گے۔ اس آیت میں ہمیں یہی نقشہ نظر آتا ہے: ﴿وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ﴾ ''یاد کرو جب تم اقلیت میں تھے'' ﴿مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ﴾ ''زمین میں تمہیں دبا لیا گیا تھا''۔ تمہارے دشمنوں نے تمہیں دبایا ہوا تھا۔ ﴿تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ﴾ ''تمہیں اندیشہ تھا کہ لوگ تمہیں اچک کر لے جائیں گے''۔ یہ پورا تحریک پاکستان کا پس منظر ہے۔ ﴿فَاٰوٰىكُمْ﴾ ''پس اللہ نے تمہیں پناہ دی'' ﴿وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ﴾ ''اور تمہاری مدد کی اپنی نصرت سے''۔ معجزے کے طور پر پاکستان عطا کیا۔ اور میں نے اپنی کتاب ''استحکام پاکستان'' میں یہ ثابت کیا ہے کہ پاکستان کا قیام ایک معجزہ تھا' یہ کسی طور بھی کسی حساب کتاب میں آنے والی بات نہیں تھی۔ ﴿وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾﴾ ''اور ہم نے پاکیزہ چیزوں سے تمہیں روزی عطا کی تاکہ تم شکر کرو''۔ یہ تو ہے پاکستان کا آغاز! اور اب اس کی جو حالت ہے اس کا نقشہ بھی قرآن مجید میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ایک حدیث میں یہ الفاظ موجود ہیں: ((فِيْهِ خَبَرُ مَا قَبْلَكُمْ وَنَبَأُ مَا بَعْدَكُمْ)) ''اس قرآن میں تم سے پہلے لوگوں کی خبریں بھی ہیں اور تمہارے بعد آنے والوں کے حالات بھی ہیں''۔

آج کی حالت کا نقشہ سورۃ النحل کی آیت 112 کی روشنی میں دیکھئے: ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً﴾ ''اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کی مثال بیان کی ہے'' ﴿كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً﴾ ''وہ امن میں بھی تھی' مطمئن بھی تھی'' ﴿يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ﴾ ''اس کا رزق بھی اسے ہر طرف سے پہنچ رہا تھا'' ﴿فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ﴾ ''لیکن اس بستی نے اللہ کی نعمتوں کا کفران کیا''۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ آزادی اور اس کی نعمتوں کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس کا شکر ادا کرتے اور یہاں پر اللہ کا دین قائم کرتے' لیکن ان لوگوں نے کفرانِ نعمت کی روش اختیار کی اور اُس کے دین سے غداری کی۔ ﴿فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾﴾

’’تو اللہ نے انہیں بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا بسبب ان کے کرتوتوں کے‘‘۔

اس آیت کی روشنی میں آج پاکستان کی حالت دیکھ لیجیے۔ ایک طرف غذائی اجناس کی قلت اور گرانی کا یہ عالم ہے کہ کبھی ہم نے ایسا سوچا بھی نہ تھا۔ دوسری طرف خوف کی یہ کیفیت ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو محفوظ و مامون نہیں سمجھتا' کسی کا مال و جان محفوظ نہیں ہے۔ اخبارات میں روزانہ کالم شائع ہو رہے ہیں کہ پاکستان کا مستقبل بہت مخدوش ہے۔ پوری دنیا میں اس کے بقاو استحکام کے خلاف منصوبے بن رہے ہیں۔ وہ تو کہتے ہیں کہ 2020ء تک پاکستان کے نام سے کوئی ملک دنیا میں موجود نہیں ہوگا۔ اس کے حصے بخرے کرنے کے نقشے بن چکے ہیں۔ 2006ء میں یہ نقشہ بن چکا تھا کہ پاکستان کے ٹکڑے کر دیے جائیں گے۔ اس مخدوش صورتحال کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اللہ سے وعدہ خلافی کی۔ اور اس میں اگر تبدیلی کا کوئی امکان ہے تو اس کی صورت یہی ہے کہ ہم اپنی روش تبدیل کریں اور اللہ کی طرف رجوع کریں۔ اس پر ان شاء اللہ العزیز آئندہ نشست میں گفتگو ہو گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے' اور ہم میں سے ہر شخص کو یہ توفیق دے کہ ہم کمر کس لیں اور طے کر لیں کہ ﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾﴾ (الانعام) ’’یقیناً میری نماز' میری قربانی' میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے‘‘۔ آمین!

❁❁❁

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی کے رفیق عبدالرشید قادری عرصہ دراز سے علیل ہیں۔

برائے بیمار پرسی: 0331-5122671

☆ حلقہ کراچی وسطی، شاہ فیصل کے رفیق محترم شکیل احمد کا بائی پاس آپریشن ہوا ہے۔

☆ حلقہ کراچی، بنوری ٹاؤن کے رفیق محترم انیس عرفان زبیری کی اہلیہ بیمار ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(22 تا 28 اگست 2024ء)

جمعرات 22 اگست: مرکزی عاملہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

جمعہ 23 اگست: خطاب جمعہ (تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا۔

پیر 26 اگست: سینئر رفیق تنظیم اور مشیر خصوصی سید نسیم الدین صاحب کی عیادت کے لیے اُن کے گھر جانا ہوا۔

منگل 27 اگست: ’’مسلم طلبہ محاذ‘‘ کے زیر اہتمام کراچی آرٹس کونسل میں ’’سیو فلسطین یوتھ کانفرنس‘‘ میں شرکت کی اور خطاب کیا۔

معمول کی مصروفیات: نائب امیر صاحب سے مستقل رابطہ رہا اور معمول کے تنظیمی امور انجام دیے۔ متفقہ قرآنی نصاب کے حوالہ سے سرگرمیاں جاری رہیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کروائیں۔ گھریلو اسرہ کا اہتمام کیا۔

تازہ شمارہ
جولائی تا ستمبر 2024ء

دعوت رجوع الی القرآن کا نقیب
علوم و حکمِ قرآنی کا ترجمان

سہ ماہی
حکمت قرآن
لاہور

بیاد: ڈاکٹر محمد رفیع الدین ــــ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہما اللہ

اس شمارے میں

☆ پس چہ باید کرد اے مسلمانانِ عالم! ــــ ڈاکٹر ابصار احمد

☆ مِلاکُ التأویل (۳۷) ــــ ابوجعفر احمد بن ابراہیم الغرناطی

☆ رسالہ ’’ظہور العدم بنور القدم‘‘ ــــ مولانا اشرف علی تھانویؒ / مکرم محمود

☆ ہمارے عقائد پر جدید تعلیم کے اثرات ــــ ڈاکٹر محمد رشید ارشد

☆ مباحثِ عقیدہ (۱۹) ــــ مؤمن محمود

افاداتِ حافظ احمد یار رحمہ اللہ ’’ترجمہ قرآن مجید مع صرفی و نحوی تشریح‘‘ (زر محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا دورۂ ترجمہ قرآن بزبانِ انگریزی Message of The Quran تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے

☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 100 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون: 400 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-042-35869501

مودی نے جس طرح گجرات میں مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا اسی طرح وہ پورے بھارت میں مسلمانوں کے قتل عام کے بہانے ڈھونڈ رہا ہے: خورشید انجم

اگر فوج میں احتساب کا مرحلہ شروع ہو چکا ہے تو اس کو پایہ تکمیل تک پہنچنا چاہیے، یہ نہ ہو کہ مثال قائم ہو جائے کہ طاقتور کو کوئی پوچھ نہیں سکتا: رضاء الحق

کہا جاتا ہے کہ ہندوستان سب سے بڑی جمہوریت ہے۔ اس جمہوریت کا اصل چہرہ بھی کھل کر دنیا کے سامنے آگیا ہے: ڈاکٹر ضمیر اختر خان

جنرل فیض حمید کی گرفتاری، یورپ اور انڈیا میں اسلاموفوبیا کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: ISPR کی پریس ریلیز کے مطابق سابق ڈی جی ISI جنرل فیض حمید کو کورٹ مارشل کے لیے گرفتار کیا گیا ہے۔ ان پر اختیارات کے ناجائز استعمال، کرپشن اور آرمی ایکٹ کی خلاف ورزی کے الزامات ہیں۔ پاکستان کے سب سے بڑے اور سب سے طاقتور ادارے کے سابق سربراہ کو اس طرح زیر حراست رکھنا اور کورٹ مارشل کا آرڈر ہو جانا کیا معنی رکھتا ہے۔ آپ کیا کہیں گے؟

رضاء الحق: ایک لحاظ سے دیکھیں تو یہ انتہائی اہم اور خوش آئند پیش رفت ہے کیونکہ اس سے قبل ہم نے دیکھا ہے کہ عام طور پر احتساب یا تو کمزور اور عام آدمی کا ہوتا ہے یا پھر سیاسی مخالفین کو احتساب کا سامنا ہوتا ہے۔ تفتیش کے نام پر قوم کا پیسہ برباد ہوتا ہے لیکن قوم کا پیسہ لوٹایا نہیں جاتا۔ ISPR کی پریس ریلیز کے مطابق سابق ڈی جی ISI کرپشن اور اختیارات کے ناجائز استعمال میں ملوث رہے ہیں۔ اصل حقائق تو ملٹری کورٹ کی کارروائی کے بعد ہی سامنے آئیں گے لیکن ابھی تک جو تفصیلات سامنے آئی ہیں ان کے مطابق اسلام آباد کی ٹاپ سٹی ہاؤسنگ سوسائٹی کے مالک کو ہراساں کر کے ناجائز فائدہ اٹھانا بھی فیض حمید کے خلاف فرد جرم میں شامل ہے۔ ملک کے سب سے اہم ادارے کے سربراہ کی حیثیت سے ملک میں ایک متوازی نظام قائم کر کے لوگوں کو ہراساں کرنا اور اختیارات کا ناجائز استعمال بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ پھر یہ کہ آرمی ایکٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ریٹائرمنٹ کے بعد دو سال کے اندر سیاست میں مداخلت کا بھی الزام ہے۔ بہرحال اہم بات یہ ہے کہ کہیں نہ کہیں سے طاقتوروں کے احتساب کا آغاز ہوا جس کے بارے میں پہلے سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب ملزم حاضر سروس تھے اور ان سب جرائم میں ملوث تھے تو اس وقت ملکی اور ریاستوں اداروں نے کوئی نوٹس کیوں نہیں لیا؟ اس وقت کی حکومت اور عدالت نے کوئی ایکشن کیوں نہیں لیا؟ کیا وہ بھی اس میں شامل تھے؟ ان سوالات کے جوابات بھی سامنے آنے چاہئیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اگر احتساب کا مرحلہ شروع ہو چکا ہے تو اس کو صاف وشفاف انداز میں تکمیل تک پہنچایا جانا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ یہ کیس ایک مثال بن جائے کہ پاکستان میں طاقتور کو کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔

ضمیر اختر خان: فوجی قوانین کی خلاف ورزی جب بھی ہوتی ہے تو کورٹ مارشل ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے جنرل فیض حمید کا کورٹ مارشل کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی فوج میں جب کہیں کرپشن ہوئی تو لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔ فیض حمید کے معاملے کو اگر بطور خاص اہمیت مل رہی ہے تو اس کی بڑی وجہ سیاسی ہے۔ کسی نے کہا اگر فیلڈ مارشل ایوب خان کا کورٹ مارشل ہو جاتا تو اس کے بعد معاملات اتنے نہ بگڑتے۔ سوال یہ ہے کہ معاملات کے بگڑنے کا ذمہ دار کون ہے؟ آپ قدرت اللہ شہاب کا شہاب نامہ پڑھیے۔ گھن آتی ہے کہ ہمارے پاور کوریڈور میں کیسے کیسے گندے لوگ رہے ہیں۔ انہی لوگوں نے اسٹیبلشمنٹ کو سیاست میں دھکیلا ہے۔ اس کے بعد اسٹیبلشمنٹ میں یقیناً بے قاعدگیاں ہوئی ہیں لیکن اس سے بڑھ کر گند ہمارے سیاستدانوں نے پھیلایا ہے۔ پھر یہ کہ اگر اسٹیبلشمنٹ میں بے قاعدگیاں ہوئیں تو لوگوں کو سزائیں بھی ہوئیں۔ فیض حمید کے خلاف بھی اگر جرم ثابت ہو گیا تو آپ دیکھیے گا کہ ان کو سزا ہوگی۔ البتہ ڈی جی آئی ایس آئی آرمی چیف کے تابع ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ ڈی جی آئی ایس آئی کی تعیناتی وزیراعظم کرتا ہے۔ اس انکوائری میں خاص طور پر اس معاملے کو بھی زیر بحث لانا چاہیے کہ اس میں اور کون کون ملوث ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ ملک اللہ کی دی ہوئی نعمت ہے، یہاں ہمارا اصل مقصد اللہ کے دین کو نافذ کرنا تھا تاکہ عدل وانصاف کا بول بالا ہوتا۔ اس کے برعکس اس ملک کو خراب کرنے میں اور تباہی کے دہانے پر پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی۔ لہٰذا فیض حمید کے ساتھ ساتھ دوسرے جرنیلوں کا بھی احتساب ہونا چاہیے، سیاستدانوں کا بھی احتساب ہونا چاہیے تاکہ قوم کو پتا چلے کہ اس ملک کو برباد کرنے میں کون کون ملوث ہے۔ قدرت اللہ شہاب نے اپنے شہاب نامہ میں لکھا ہے کہ 1958ء میں سکندر مرزا اگر ایوب خان کو دو سال کی ایکسٹینشن نہ دیتا تو پھر پاکستان کی تاریخ بالکل مختلف ہوتی۔ یہ ایکسٹینشنز کا چکر بھی ختم ہونا چاہیے۔

سوال: کہا جا رہا ہے کہ جنرل فیض حمید کا معاملہ فوج کا اندرونی معاملہ ہے۔ آپ اس بات سے کس حد تک اتفاق کرتے ہیں؟

ضمیر اختر خان: مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے کہ جنرل فیض حمید کا معاملہ فوج کا اندرونی معاملہ ہے۔ اس کا خمیازہ قوم کو بھگتنا پڑا ہے لہٰذا قوم کے سامنے سارا معاملہ آنا چاہیے۔ پھر یہ کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی فوج کو بھی

اسلامی اقدار کا حامل ہونا چاہیے۔ ضیاء الحق نے 1977ء میں ہماری فوج کا بنیادی ماٹو ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ مقرر کیا ہے۔ ایک مسلم فوج کا یہی ماٹو ہونا چاہیے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ قانون ہر ایک کے لیے ایک جیسا ہو۔ اگر کوئی طاقتور جرم کرتا ہے تو اس کو بھی سزا ہونی چاہیے۔ اس سے عوام میں فوج کا اعتماد بڑھے گا۔

سوال: پاکستان کی پون صدی کی تاریخ دیکھیں تو وہ اختیارات کے ناجائز استعمال کے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ ماضی میں ایسے واقعات پر کمیشن بھی بنتے رہے ہیں مگر آج تک ان کی رپورٹس پبلک نہیں ہوئیں۔ صرف سیاسی مخالفین کو سزائیں دی جاتی ہیں جبکہ جرنیلوں، ججوں اور بیوروکریٹس کو کلین چٹ مل جاتی ہے۔ ایک اسلامی معاشرے میں سب کے لیے عدل و انصاف کے یکساں مواقع اور یکساں معیار کیوں قائم نہیں ہو رہا؟

خورشید انجم: آپ نے درست فرمایا کہ کمیشن بنتے ہیں مگر ان کی رپورٹس منظر عام پر نہیں آتیں۔ مثال کے طور پر 1971ء میں ملک ٹوٹ گیا، ہمارے 93ہزار فوجی قید ہو گئے، اندرا گاندھی نے کہا ہم نے دو قومی نظریہ کو خلیج بنگال میں ڈبو دیا ہے۔ کس قدر ذلت اور رسوائی کا معاملہ تھا۔ اس پر حمود الرحمٰن کمیشن بنا مگر آج تک رپورٹ سامنے نہ آسکی اور نہ ہی اتنے بڑے سانحہ کے ذمہ داروں کو سزا ہو سکی۔ اس کے بعد اصغر خان کیس کو دیکھ لیجیے، اس میں بھی لوگ نامزد ہو گئے لیکن کسی کو کوئی سزا نہیں ملی۔ پھر جسٹس شوکت عزیز صدیقی کے ساتھ کیا ہوا۔ مشرف کیس میں کیا کچھ ہوا۔ یہ تو سرکاری لیول کے معاملات تھے۔ سول سطح پر بھی آپ دیکھ لیجیے شاہ رخ جتوئی کیس کے معاملے میں کیا ہوا؟ بلوچستان میں اسی طرح ایک رکن اسمبلی نے ایک پولیس والے کو کچل دیا تھا، اس کو بھی باعزت بری کر دیا گیا۔ اسی طرح گزشتہ دنوں ایک IPP کمپنی کے مالک کی بیوی نے راہ چلتے باپ بیٹی کو کچل دیا، دیگر کئی لوگوں کو کچل دیا، گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں توڑیں لیکن اس کو فوری طور پر پاگل قرار دے کر بچانے کی کوشش کی گئی۔ یہاں انصاف سب کے لیے نہیں ہے۔ غریب اگر ہیلمٹ بھی نہ پہنے تو اس کا چالان ہو جائے گا اور امیر دس بندے بھی کچل دے تو اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اسلام تو کہتا ہے کہ غریب امیر سب کے لیے ایک جیسا قانون ہونا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ کی عدالت میں چوری کا ایک کیس آیا اور بعض لوگوں نے سفارش کی کہ بڑے خاندان کی عورت ہے چھوڑ دیجئے۔ آپ ﷺ غضب ناک ہو گئے اور فرمایا: اگر (بالفرض محال) فاطمہ بنتِ محمد بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

﴿وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۖ﴾ ’’اور (آپ کہہ دیجیے کہ) مجھے حکم ہوا کہ میں تمہارے درمیان عدل قائم کروں۔‘‘ (الشوریٰ:15)

عدل ہوگا تو معاشرہ پنپ سکے گا اور ترقی کر سکے گا ورنہ وہ معاشرہ آج نہیں تو کل ڈوبے گا۔

سوال: کیا ملک میں نظام عدل اجتماعی کے قیام کے بغیر ظلم کا خاتمہ اور عدل کی فراہمی ممکن ہو سکتی ہے؟

خورشید انجم: جی بالکل نہیں ہو سکتی۔ انبیاء اور رسولوں کو بھیجے جانے کا مقصد ہی عدل کے نظام کا قیام تھا۔ سورۃ الحدید میں فرمایا گیا: ’’ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان اُتاری تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔‘‘ (الحدید:25) جتنی بھی کتب نازل کی گئیں اور جتنے بھی پیغمبر بھیجے گئے ان کا مقصد یہی تھا کہ زمین پر عدل و انصاف کا نظام قائم ہو۔

> **شہاب نامہ میں لکھا ہے کہ کاش 1958ء میں سکندر مرزا ایوب خان کو دو سال کی ایکسٹینشن نہ دیتا تو آج پاکستان کی تاریخ بالکل مختلف ہوتی۔ یہ ایکسٹینشن کا چکر بھی ختم ہونا چاہیے۔**

ایران سے جنگ کے دوران اسلامی لشکر کے کمانڈر سے ایرانیوں نے کہا آپ لوگ پہلے بھی آتے تھے اور لوٹ مار کر کے چلے جاتے تھے۔ اب آپ جانے کا نام نہیں لے رہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ مسلمان کمانڈر نے کہا: ہم خود نہیں آئے بلکہ اس بار ہمیں بھیجا گیا ہے تا کہ لوگوں کو جہالت کے اندھیروں سے اسلام کے نور کی طرف اور بادشاہوں کے ظلم سے اسلام کے عدل کی طرف لائیں۔ اسلام تو نام ہی عدل کا ہے۔ یعنی اسلام اور عدل آپس میں ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔ جب محمد بن قاسم کے ساتھ اسلام ہند میں داخل ہوا تھا تو لوگ عدل و انصاف دیکھ کر ہی اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ عدل کی اتنی زیادہ اہمیت ہے کہ جنگ عظیم کے دوران برطانوی وزیر اعظم چرچل کی کابینہ میں سوالات اُٹھائے گئے کہ لوگوں کو راشن نہیں مل رہا، ادویات نہیں مل رہیں وغیرہ وغیرہ۔ چرچل نے پوچھا کیا لوگوں کو عدالت سے انصاف مل رہا ہے۔ جواب دیا گیا کہ ہاں مل رہا ہے۔ چرچل نے کہا پھر ہم جنگ جیت جائیں گے۔ گویا انصاف ایسی چیز ہے جو قوموں کو طاقتور بناتا ہے۔ یورپ میں کسی درجے میں عدل ہے مگر وہ بلا تخصیص نہیں ہے۔ جبکہ اسلام کا عدل بلا تخصیص ہے۔

سوال: پچھلے ایک ماہ سے برطانیہ میں دائیں بازو کی جماعتوں کے کچھ جتھے مسلمانوں پر حملے کر رہے ہیں، ان کی املاک کو نقصان پہنچا رہے ہیں، حتیٰ کہ مساجد پر حملے کیے جا رہے ہیں۔ اسلاموفوبیا کے ان اندوہناک واقعات کے محرکات کیا ہیں؟

رضاء الحق: پوری کہانی کچھ یوں ہے کہ برطانیہ کے ساؤتھ پورٹ نامی شہر میں ڈانس سکول میں 17 سالہ نوجوان نے چاقو کے وار کر کے کچھ بچوں کو زخمی کر دیا جبکہ تین کم سن بچیاں دم توڑ گئیں۔ برطانوی حکومت نے فوری طور پر مجرم کی شناخت ظاہر نہیں کی جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے فار رائیٹس (جنہیں ہم دہشت گرد کہیں گے) نے اپنے جعلی اکاؤنٹس اور جعلی ویب سائٹس سے یہ فیک نیوز پھیلانا شروع کر دی کہ اس واقعہ کا ملزم علی الشکاتی نام کا ایک مسلمان ہے۔ اس حوالے سے باقاعدہ ایک کہانی گھڑی گئی کہ وہ 2023ء میں غیر قانونی طور پر سمندر کے راستے برطانیہ میں داخل ہوا تھا۔ یہ خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی جبکہ وہاں لوگ پہلے ہی اسلاموفوبیا کا شکار ہو کر مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں۔ اس نفرت کو ابھارنے میں وہاں کی دائیں بازو کی انتہا پسند جماعتوں کا خصوصی کردار ہے جن میں انگلش ڈیفنس لیگ سرفہرست ہے۔ اس کے علاوہ انگلینڈ فرسٹ اور نیشنلسٹ فرنٹ سمیت تین چار بڑی جماعتیں بھی مسلمانوں اور غیر قانونی تارکین وطن کے خلاف نفرت پھیلانے میں پیش پیش ہیں۔ ان کو حکومتی سرپرستی بھی حاصل ہے کیونکہ انگلش ڈیفنس لیگ کے دو ممبرز باقاعدہ طور پر یورپین پارلیمنٹ میں بھی پہنچ چکے ہیں۔ ان کے سپورٹرز امریکہ اور کینیڈا میں بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کو باقاعدہ فنڈنگ کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک جوڈن پیٹرسن ہے جس کے یوٹیوب چینل کے لاکھوں فالورز ہیں۔ ان سب نے مل کر ایک بیانیہ گھڑا کہ برطانیہ میں جتنے بھی اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں ان کے پیچھے مسلمان ہوتے ہیں۔ فار رائٹس نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور ٹومی روبنسن جو انگلش ڈیفنس لیگ کا سربراہ ہے اس نے جتھے اکٹھے کیے اور مسلمانوں کے گھروں، ان کی مساجد اور املاک پر حملے شروع کر دیے۔ یہاں تک امیگریشن سینٹر میں ڈیڑھ سو سے زیادہ لوگ موجود تھے ان پر بھی حملہ کیا۔ اس ٹومی روبنسن کے بارے میں 2018ء میں گارڈین نیوز پیپر

نے باقاعدہ رپورٹ شائع کی تھی کہ اس کو امریکہ کے کچھ انتہائی دائیں بازو کے ریپبلکنز اور انتہا پسند لوگوں کی طرف سے فنڈنگ آتی ہے جن کے ڈانڈے جا کر صیہونیوں سے ملتے ہیں۔ یہ لوگ جان بوجھ کر مسلمانوں کے خلاف محاذ بناتے ہیں۔ تاریخی لحاظ سے دیکھا جائے تو صلیبی جنگوں کے پیچھے بھی یہودی ہاتھ تھا جو مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کو بھڑکا رہے تھے۔ پھر یورپ میں جب رینائسنس اور ریفارمیشن کی تحریکیں شروع ہوئیں تو ان کے پیچھے بھی یہود کا ہاتھ تھا۔ بنیادی طور پر وہ چاہتے تھے کہ کوئی ایسا نظام آئے جس میں ووٹنگ کی بنیاد پر حکومت بنے اور مذہب کا ریاست اور سیاست سے کوئی تعلق نہ رہے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہودی اقلیت میں ہیں۔ اگر پاپائیت اور بادشاہت کا نظام باقی رہے گا تو انہیں پنپنے کی جگہ نہیں ملے گی اور نہ ہی ان کی بلیک میلنگ کامیاب ہو سکے گی۔ بہرحال انہوں نے اپنی ڈیپ سٹیٹ قائم کر کے مغربی جمہوریت کے ذریعے اپنے مہرے ایوانوں میں داخل کیے اور تمام دنیا کی حکومتوں کو کنٹرول کر لیا۔ موجودہ برطانوی وزیراعظم کو ہی دیکھ لیجیے جو کہ ایک ملحد ہے اور حلف اٹھاتے ہوئے اس نے کہا میں بائبل پر حلف نہیں اٹھاؤں گا لیکن اس نے بھی برطانیہ میں حالیہ سانحہ کے ذمہ داروں کو دہشت گرد یا اسلاموفوبیا کا شکار قرار نہیں دیا۔ یہ صدیوں کی یہودی سازشوں کا ہی شاخسانہ ہے جن کا واحد مقصد مسلمانوں کے خلاف نفرتوں کو ابھارنا ہے۔

سوال: تیسری بار بھارتی وزیراعظم بننے والا مودی مسلسل مسلمانوں کے خلاف زہر اُگل رہا ہے۔ اپنے انتخابی منشور کے مطابق مسلمانوں کے عائلی قوانین کے حوالے سے مذہبی آزادی کو کچلنے کے درپے ہے۔ مسلمانوں کے عائلی قوانین سے مودی حکومت کو آخر کیا خطرہ ہے؟

ضمیر اختر خان: کہا جاتا ہے کہ ہندوستان سب سے بڑی جمہوریت ہے۔ اس جمہوریت کا اصل چہرہ بھی کھل کر دنیا کے سامنے آ گیا ہے۔ یہ مغرب کا فاسد نظام انسانیت کو گمراہ کرنے کا ذریعہ ہے۔ پھر یہ کہ ہندوستانی مسلمانوں کی بھی ایک غلطی ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ بھارت میں سیکولرازم ہوگا اور ہمیں مذہبی آزادی ہوگی۔ حالانکہ وہ دین کی دعوت کا کام کرتے تو آج وہ ایک طاقت ہوتے۔ وہ آج بھی دینی بنیادوں پر کھڑے ہو جائیں تو اپنا آپ منوا سکتے ہیں۔ 1980ء کی دہائی میں جب بھارتی سپریم کورٹ نے ان کے عائلی قوانین میں دخل اندازی کی کوشش کی تو پورے بھارت کے مسلمان اُٹھ کھڑے ہوئے اور سپریم کورٹ کو فیصلہ واپس لینا پڑا۔ اصل میں تو یہ راستہ ہے جس کو اپنانا چاہیے۔ وہ دین کی جدوجہد کو اپنا نصب العین بنالیں تو اللہ کی مدد آئے گی اور ان شاء اللہ ایک بار پھر ہندوستان میں مسلمانوں کا غلبہ ہوگا۔

سوال: مودی کے بھارت میں انتہا پسندی اپنے عروج پر ہے۔ جب سے مودی اقتدار میں آیا ہے وہاں مسلمانوں کا جینا دوبھر ہو چکا ہے۔ حال ہی میں اودھے پور میں طلبہ کے معمولی جھگڑے کو مسلم کش فسادات کی شکل دے دی گئی ہے۔ اس پر آپ کیا تبصرہ کریں گے؟

خورشید انجم: بالکل آپ کی بات درست ہے۔ مودی کو سب سے پہلے گجرات میں اقتدار ملا تو وہاں بھی اس نے مسلم کش فسادات کروائے اور گجرات کا قصاب کے نام سے مشہور ہوا۔ پھر 2014ء کے بعد یہ بھارت کا وزیراعظم بن گیا تو پورے بھارت کے مسلمانوں کے خون کا پیاسا ہو گیا۔ دراصل مودی نے ہندو انتہا پسندی کو استعمال کیا ہے جس کے بیج آر ایس ایس جیسی ہندو انتہا پسند تنظیموں نے بوئے ہیں۔ قائداعظم نے بہت پہلے ہندوؤں کے تیور پہچان لیے تھے۔ اس لیے انہوں نے کہا تھا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ قومیں ہیں جو کبھی ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں۔ اس وقت مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسین احمد مدنیؒ جیسے لوگوں نے پاکستان کی مخالفت کی تھی لیکن آج اگر زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ بھارت میں کیا ہو رہا ہے۔ اس وقت کانگریس نے بظاہر سیکولرازم کا لبادہ اوڑھ لیا تھا۔ نہرو خود بھی سوشلسٹ خیالات کے آدمی تھے۔ پھر اندرا گاندھی آئی تو اس نے ہندو دیوی کا روپ دھار لیا۔ پھر اس نے باقاعدہ سٹڈی مشن سپین بھیجا تاکہ معلوم کیا جا سکے کہ سپین (جہاں مسلمانوں کی 8 سو سال حکومت رہی ہے) سے مسلمانوں کا خاتمہ کیسے کیا گیا۔ ظاہر ہے اسی طرح وہ بھارت سے بھی مسلمانوں کا خاتمہ چاہتی تھی۔ ہندوستان میں شدھی اور سنگٹھن کی جو تحریکیں چلی تھیں ان کے پیچھے بھی یہی فلسفہ کارفرما تھا کہ ہندوستان ہندوؤں کا ہے لہٰذا جو لوگ مسلمان ہو گئے ہیں وہ واپس ہندو بن جائیں یا پھر ملک بدر ہو جائیں۔ مرہٹے بھی یہی نظریہ لے کر اُٹھے تھے جن کے خلاف 25 سال تک اورنگ زیب عالمگیر نے جہاد کیا۔ پھر شاہ ولی اللہ دہلوی نے احمد شاہ ابدالی کو بلایا جس نے آ کر مرہٹوں کی کمر توڑی۔ پھر انگریزی حکومت کے زیر سایہ آر ایس ایس جیسی ہندو دہشت گرد تنظیمیں وجود میں آئیں جن کا آج بھارت پر غلبہ ہے اور وہ تو کھلے عام کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے دو ہی استھان: پاکستان یا قبرستان۔ بی جے پی آر ایس ایس کا ہی سیاسی ونگ ہے جس کے تحت مودی بھارت سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے پر تلا ہوا ہے۔ جیسے اس نے گجرات میں مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا اسی طرح وہ پورے بھارت میں مسلمانوں کا قتل عام کرنے کے لیے بہانے تلاش کر رہا ہے۔

سوال: ملکی اور بین الاقوامی حالات کا جائزہ لیتے ہوئے یہ فرمائیں کہ کیا مسلمان ممالک اسلاموفوبیا کے خلاف ایک پیج پر ہیں اور اس حوالے سے کوئی کوشش کر رہے ہیں؟ اگر نہیں کر رہے تو انہیں کیا کرنا چاہیے؟

رضاء الحق: بنیادی طور پر اس وقت پوری دنیا پر مغربی تہذیب کا غلبہ ہے اور اس غلبے کے پیچھے یہود کی ایک ہزار سال کی محنت ہے۔ اس وقت دنیا میں 57 مسلم نیشن سٹیٹس ہیں۔ وہ زبانی طور پر تو اسلاموفوبیا کے خلاف دکھائی دیں گی لیکن عملی طور پر ان کے پاس کوئی ایسا حل نہیں ہے کہ وہ مل بیٹھ کر اس کا سدباب کر سکیں۔ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ وہ متحد ہوں اور ایک مشترکہ ایجنڈا لے کر اٹھیں۔ کم سے کم ایجنڈا یہ ہے کہ جہاں بھی مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے، اس کے خلاف آواز اُٹھائیں اور عملی طور پر بھی کوئی مشترکہ قدم اٹھائیں۔ بہرحال یہ بھی ایک وقتی حل ہے۔ اصل حل یہ ہے کہ خلافت کا نظام دوبارہ قائم کیا جائے۔

خورشید انجم: کاش کہ مسلمان ممالک کسی موضوع پر اکٹھے ہو جائیں لیکن بدقسمتی سے اس وقت مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ہم نے اتفاق نہیں کرنا اور ظاہر ہے کہ یہ بہت بڑی سکیم اور گہری سازش کا نتیجہ ہے۔ شیخ الہند جب اسیر مالٹا تھے تو انہوں نے وہاں کے ایک انگریز آفیسر سے کہا کہ آپ لوگ ہماری لولی لنگڑی خلافت کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں؟ اس نے کہا کہ مولانا اتنے سادہ نہ بنیے۔ اگر آج بھی آپ کا خلیفہ جہاد کا اعلان کر دے تو پوری دنیا سے مسلمان جہاد کے لیے اکٹھے ہو جائیں گے۔ یعنی انہیں معلوم تھا کہ خلافت کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک اجتماعیت قائم ہے اور اس اجتماعیت کی طاقت ہے۔ وہ طاقت نہ ہونے کی وجہ سے آج فلسطین، کشمیر اور دنیا بھر میں مسلمانوں پر مظالم ہو رہے ہیں، اگرچہ عام مسلمان مظاہرے کر رہے ہیں لیکن حکمران طبقہ بالکل بے حس، بے بس اور خاموش ہے۔ وہ صرف امریکہ کی طرف دیکھتا ہے کہ وہ ناراض نہ ہو جائے۔ عارضی حل تو یہی ہے کہ مسلم حکمران ایک پیج پر آ جائیں لیکن مستقل حل یہ ہے کہ ہم خلافت کے ازسرنو قیام کی طرف جائیں۔

وہی دیرینہ بیماری......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

7 اکتوبر کے بعد غزہ سے ہٹ کر قلم چلنے پر راضی نہ تھا۔ پاکستان میں تبھی کچھ حسب سابق رہا۔ وہی دیرینہ بیماری وہی ناگفتنی دل کی! قوم کے دلوں کو ڈبکیاں دینے والی! چہرے بدلتے بھی رہیں تو سودی قرضوں کی غلامی کا طوق، پاکستان سے اس کی پاکستانیت، آزادی، وقار چھن چکا۔ سیاست ہمہ نوع جھوٹ فریب، دھینگا مشتی سے لت پت۔ ثقافت، فنونِ لطیفہ کی شتر بے مہار آزادی، ''برزخ'' ڈراموں جیسی ہمہ نوع غلاظت نوجوان نسل کی فکر ونظر میں کثافت اور بدکرداری بھرنے کا برسر عام، بلاخوف وخطر اہتمام! حکومت ایسے تماشوں، سرگرمیوں کی سہولت کار ہے۔ اسی دوران لگے ہاتھوں ختم نبوت (مبارک ثانی کیس) اتنی آسانی سے داؤ پر لگا دیا کہ اگر علماء اور اہل دین سبھی کی طرف سے فوری اقدام نہ ہوتا تو ہم قیمتی ترین متاع ڈالروں کے شوق میں لٹا چکے ہوتے۔ مغرب بالخصوص آقائے سام (امریکا) کی دیرینہ خواہش نما زوردار مطالبہ پورا ہو چکا ہوتا۔ اللہ سلامت رکھے ان محافظوں کو جو ختم نبوت کی سپاہ بنے چوکس رہتے ہیں۔ ایسے ہر موڑ پر سب یک جان یک زبان ہو کر کھڑے نہ ہوتے تو ہم زندگی کی رہی سہی علامتوں سے محروم ہو جاتے۔

دوسری طرف لاقانونیت اور تواتر سے ٹریفک حادثات ہیں۔ کچے میں (رئیس سرپرستوں کی مدد سے پالے) ڈاکو ہیں۔ اور پکے میں مال ودولت پیسے کی حرص وہوس، نشے میں ڈوبے قاتل ہیں۔ پی ٹی آئی کے بانی ممبر کا قتل (شاہد صدیقی) سرکش، بدنصیب پیسے کے پجاری، لکھ لٹ بیٹے کے ہاتھوں۔ کراچی میں بہت بڑے تاجر کی نشے میں دھت بیوی (جو خود بھی کئی کمپنیوں کی ممبر/ڈائریکٹر ہے) کی لینڈ کروزر تین موٹر سائیکلوں، ایک گاڑی سے ٹکرا کر الٹ گئی۔ 62 سالہ باپ اور اس کی 23 سالہ بیٹی انتقال کر گئے۔ 3 زخمی ہوئے۔ قبل ازیں 14 سالہ لاڈلے نوجوان نے لاہور DHA میں گاڑی اڑاتے ہوئے پہلے خواتین کو ہراساں کیا، پھر ٹکرا کر 6 جانیں ایک خاندان کی چشم زدن میں لے لیں! کتنوں کی جان گئی، آپ کی تفریح ٹھہری۔ والدین جو نوعمر، ناتراشیدہ پتھریلے بدقماشوں کو گاڑیاں دے کر کھلا چھوڑ دیتے ہیں گھر خاندان اجاڑنے کو۔ گاڑی اپنے جیسوں سے بھر کر فاسٹ فوڈ اڑانے جا رہا تھا، گردنیں اڑا دیں۔ اسی پر بس نہیں! پریشان کن حالات میں جو کسر باقی تھی وہ بلوچ قوم پرستوں نے بے گناہ مسافروں کے بے دریغ بہیمانہ قتل عام کر کے پوری کر دی۔ اس دوران ارشد ندیم اولمپکس سے گولڈ میڈل جیت لایا تھا۔ جسے منانے میں کوئی کمی نہ کی، دونوں ہاتھوں سے پیسہ نچھاور کیا۔

ادھر ہماری گردن پر چین کا 15 ارب ڈالر کا قرضہ لدا ہوا ہے۔ ادائیگی کی راہ نہیں بن رہی۔ وہ دوستی جو سمندروں سے گہری اور ہمالیہ سے اونچی تھی، اب ہماری کرپشن، معاشی بدنظمی اور شہ خرچیوں کے ہاتھوں گھٹ کر اک جوئے آب اور بلندی میں ٹیلے برابر ہونے کو ہے۔ صرف ارشد ندیم پر لٹائے جانے والے کروڑوں ہنڈا سوک، کوچ پر بھی 'ویلیں' نچھاور، اس ایک کی دعوت سے لگے ہاتھوں بھاری دعوتوں، عشائیوں کے اخراجات، سندھ، پنجاب، حکومتوں کے ایوارڈ اور فیڈرل نے ٹیکس فری ڈیڑھ کروڑ مزید دینے کا اعلان کیا۔ کچے میں ڈاکوؤں کے سروں کی قیمتوں کی بھاری بولی لگنے پر تو پولیس والے بھی گھبرا کر بول اٹھے۔ یہ سب اگر حکومتی سربراہان اپنے ذاتی خزانوں (بے بہا!) سے دیتے تو سر آنکھوں پر تھا مگر یہ تو ہم ٹیکس دہندگان کی جیبیں پھاڑ کر لٹایا جا رہا ہے کروڑوں میں، آئے روز۔ ایک کھلاڑی ''وزیراعظم'' اور تیار کر لیا۔ پچھلے سے ابھی نمٹ نہ پائے تھے! 22 کروڑ عوام کے دکھ سکھ، جان ومال کی جواب دہی کچل ڈالنے والا بوجھ ہے اللہ کے ہاں۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پڑھ دیکھیے!

غزہ کا غم دل میں گھاؤ ڈالنے والا غم ہے، جس پر ایک نومسلمہ کا ردعمل دیکھیے: اللہ مجھے ایک دھاگے، ایک اونس ان جیسا دل عطا کر دے، ہر فلسطینی ہر قربانی پر ہر حال میں الحمدللہ کہتے ہیں۔ سبحان اللہ! میں اللہ سے تڑپ کر یہ مانگتی ہوں، نماز میں، سجدے میں، گریہ زار ہے! اگر ہم دیکھتے سنتے تھک چکے ہیں! وہاں 17 ہزار بچے، تنہا، والدین خاندان سے بچھڑے ہسپتالوں، کیمپوں میں رہ رہے ہیں۔ اسرائیل ٹارگٹ کلنگ کر کے خصوصاً عورتوں بچوں کو مار رہا ہے، تاکہ موجودہ اور آئندہ نسل ختم ہو۔ امریکا، یورپی لیڈر شراکت کار ہیں۔ ایک ڈچ جس کا سوشل میڈیا پر فلسطین کی حمایت میں پوسٹ پر جاب کنٹریکٹ ختم کر دیا تھا، جرمن کورٹ نے اسے واپس دلوا دیا، اس کا وعدہ ہے کہ وہ ملنے والی رقم سے 5 لاکھ یورو غزہ کے بچوں کو دے گا۔ غزہ کے بچوں پر پوری دنیا میں چیخ وپکار ہے، یورپ ہو یا امریکا۔ ایسے میں جرمنی میں جوان بڈھے کی تفریق کیے بغیر اندھادھند چاقو چلانے والے شامی جوان نے سفید فام انتہاپسندوں کے سوا کس کی خدمت کی ہے؟ اسرائیل سرتاسر دجالی صیہونیت، شیطانیت ہے۔ ورنہ بنی اسرائیل کی کہانی شروع ہی دریا میں بہا دیے گئے اس مقدس بچے سے ہوتی ہے، جس نے فرعون جیسے جابر وقاہر کا دل بھی پگھلا دیا تھا۔ باوجودیکہ گمان غالب تھا کہ یہ (فرعونیوں کے نزدیک) واجب القتل تھا، اس ننھے بچے کو پالا پوسا۔ محل کا شہزادہ بنا کر تربیت دی۔ سپہ گری سکھائی! جس طرح دجال شیطانیت کا کامل مظہر ہوگا۔ نیتن یاہو بھاری دجالچہ ہے اور اس کے چیلے چانٹے امریکی بھی۔ ہر مسلم ملک کو دیکھنا ہے کہ وہ کس کا ساتھ دے رہا ہے۔ انفرادی سوال بھی ہے اجتماعی بھی۔ تنبیہ شدید ہے: ''ان ظالم لوگوں کی طرف نہ جھکنا ورنہ تم بھی جہنم کی آگ کی لپیٹ میں آ جاؤ گے، اور اللہ کے سوا (بچانے والا) کوئی سرپرست تمہیں نہ ملے گا۔ اور نہ ہی ملے گی (اللہ کی طرف سے) مدد بھی۔'' (ھود: 114)

بنگلا دیش میں آنے والی تبدیلی پورے خطے کے لیے اہمیت کی حامل ہے۔ ساتھ ہی حکمرانوں اور عوام کے لیے اسباق لیے ہوئے ہے۔ عبوری حکومت احتیاط سے آگے بڑھ رہی ہے۔ قومی یک جہتی دیدنی ہے۔ تاہم مون سون بارشوں نے امتحان کھڑا کر دیا۔ نازک حالات میں اچانک بھارت کے ملحقہ تریپورہ سے فلڈ گیٹ کھول دینے سے (بلا پیشگی نوٹس) 8 ضلعوں میں سیلابی ریلوں نے دھاوا بول دیا۔ گھر، زمین، فصلیں، کاروبار ہزاروں ایکڑ ڈوب گئے۔ احتیاطی تدابیر کی مہلت تک نہ ملی 3 لاکھ متاثرین کو۔ بنگلا دیش حکومت اور عوام کی طرف سے شدید

ردعمل ہوا۔ تمام بڑی یونیورسٹیوں کے طلبہ نے بھارت کے خلاف بنگلا دیش کو ڈبونے کا الزام دیا، مظاہرے کیے، کہا کہ ’’بھارت خواہ کتنا طاقتور ہو ہم اس کے خلاف کھڑے ہوں گے، ہمیں بین الاقوامی دریاؤں سے بھی اپنے حصے کا پانی لینا ہے۔ بھارت نے کبھی ہمارا بھلا نہ چاہا۔ ایسی ہی جارحانہ کارروائیوں سے بھارت کے تمام ہمسایہ ممالک نیپال، بھوٹان، مالدیپ اس سے بگڑے ہیں۔ یہ قدرتی آفت نہیں۔ بھارت کی آبی جارحیت کا مصنوعی سیلاب ہے۔‘‘

اس آفت کا عوام نے بھرپور یک جہتی سے سامنا کیا۔ ڈھاکا یونیورسٹی امدادی مرکز بن گئی۔ پورا شہر اُمڈ آیا۔ طلبہ رضا کاروں نے منظم طریقے سے امداد وصول کی، روپیہ پیسہ، ادویہ، خشک خوراک، کپڑے، صاف پانی، لائف جیکٹیں، ہر آن پک اپ، ٹرک لادے چلے آ رہے تھے۔ ایک صاحب نے پورے جوش اور ولولے سے کہا: ’’ہمارا ملک آزاد ہوا ہے۔ (حسینہ، بھارتی گٹھ جوڑ سے!) اس کی تعمیر کے لیے ہمیں اتحاد، قوت، تنظیم دکھانی ہے، بھارت ہمیں توڑنا چاہتا ہے۔ ہم اس کی جارحیت کے مقابل کھڑے ہیں۔ ہم مقابلہ کریں گے۔ آج وہ ڈھاکا ہے جیسا ہم چاہتے تھے۔ (آزاد!) ڈھاکا یونیورسٹی لوگوں کی اُمیدوں کا مرکز، روشنی کی کرن بن گئی ہے۔‘‘ خوش آئند ہے کہ حسینہ حکومت کی طرف سے قید کیے گئے اہل دین بھی رہا کیے جا رہے ہیں۔ بنگلا دیش، نوزائیدہ حکومت بھارت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جارحانہ لب ولہجہ لیے ہے۔ ہم ہر سال بھارت کی آبی جارحیت کے چر کے بلا چوں چرا وصول کر کے عوام کے کھاتے ڈال دیتے ہیں، ہماری 5 دریاؤں کی سرزمین بنیادی عوامی ضرورت کی سبزیاں، پیاز، ٹماٹر، ادرک، لہسن تک سے محروم ہو گئی بھارت کے ہاتھوں۔ افغانستان سے لڑنے بھڑنے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے۔ کھیرے تک افغانستان سے نہ آئیں تو وہ بھی نہ ملیں۔ سیلاب میں پاکستان کو موقع تھا کہ ہم فوری امداد روانہ کر کے بنگلا دیش سے بہتر تعلقات اور خیر سگالی کا مظاہرہ کرتے۔ خارجہ پالیسی اس حوالے سے کمزور رہی کہ ڈھنگ کا بیان بھی برمحل جاری نہ کر سکے۔ متنازعہ مسائل چھیڑ بیٹھے۔ یہ موقع تھا پرانے زخم بھرنے، بھلانے اور قرب لوٹانے کا! مگر ترجیحات امریکی ڈالروں اور امیر مسلم ممالک سے مانگنے تانگنے ہی کی رہی ہیں۔ اللہ ہمیں عزت نفس اور غیرت وحمیت عطا فرمائے۔ آمین!

❀❀❀

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

اب ہم چند ایسی روایات پیش کرتے ہیں جن سے یہ معاملہ بالکل بے غبار ہو جائے گا کہ زمانہ جاہلیت میں ہی نہیں بلکہ سود کی حرمت کا قطعی حکم آنے سے پہلے حضور ﷺ کے مکی اور مدنی دور میں نہ صرف تجارتی و پیداواری قرضوں کا رواج تھا بلکہ ان پر سود کا لین دین بھی ہوتا تھا۔ کئی روایات سے پتا چلتا ہے کہ آیت ربا نزول کے اعتبار سے قرآن حکیم کی آخری آیت تھی۔ یہ روایات حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ خود حضور ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے دوران اسقاطِ سود کا حکم جاری فرمایا اور اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سود کو ساقط قرار دیا۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ’’انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال‘‘ از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 860 دن گزر چکے!

غلبۂ اقامتِ دین کی جدوجہد کا حدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

شمارہ ستمبر 2024ء، ربیع الاوّل ۱۴۴۶ھ

مشمولات

☆ عرضِ احوال: ختم نبوت فیصلہ کے پچاس سال اور سپریم کورٹ کا حالیہ فیصلہ ــــ خورشید انجم

☆ بیان القرآن: سُورۃُ الضحٰی + سُورۃُ الانشراح ــــ ڈاکٹر اسرار احمدؒ

☆ تذکرہ و تبصرہ: اسلام میں پردے کے احکام (دریوا این او کا سوشل انجینئرنگ پروگرام (۲)) ــــ ڈاکٹر اسرار احمدؒ

☆ منبر و محراب: ختم نبوت کا منطقی اور لازمی نتیجہ ــــ حافظ عاکف سعید

☆ ظروف و احوال: سپریم کورٹ آف پاکستان کا فیصلہ تحفظات، ابہامات، انحرافات اور ان کے ازالے کی حکمت عملی ــــ ادارہ

☆ مذاہبِ عالم: اسرائیل وصیہون مخالف ناطوری یہود ــــ محمود الحسن عالمی

☆ صفحات: 84 ☆ قیمت فی شمارہ: 50 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 500 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور: K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-(042)35869501

maktaba@tanzeem.org | 0301-1115348

حلقہ لاہور شرقی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کا دعوتی دورہ

17 اگست 2024ء کو امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ نے حلقہ لاہور شرقی کا دعوتی دورہ کیا۔ اس موقع پر ایک عوامی پروگرام بعنوان ''ہمارے خاندانی نظام کو درپیش خطرات اور ہماری ذمہ داریاں'' بمقام گرینڈیل مارکی شملہ پہاڑی بعد از نماز مغرب منعقد ہوا۔ اس پروگرام کی تشہیر کے لیے انفرادی دعوتی کارڈز، پول ہینگرز، بینرز اور سوشل میڈیا کا استعمال کیا گیا۔ خواتین کی شرکت کے لیے باپردہ انتظام کیا گیا تھا۔ تنظیم اسلامی کے رضا کار ہال کے اندر اور باہر اپنی انتظامی ذمہ داریاں بہت لگن اور ذوق وشوق کے ساتھ سرانجام دے رہے تھے جن کے سینوں پر تنظیم اسلامی کے رضا کاروں کے لیے مخصوص بیجنگ کارڈز خوبصورتی سے آویزاں تھے۔ ہال کے باہر مکتبہ خدام القرآن کا سٹال بھی لگایا گیا تھا جس پر موضوع کی مناسبت سے خصوصی طور پر بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد ﷫ اور امیر تنظیم اسلامی کی کتب کا سیٹ رعایتی قیمت پر دستیاب تھا، جس کے حوالے سے سٹیج سیکرٹری کی طرف سے اعلان کا اہتمام بھی کیا گیا۔ پروگرام کے آغاز سے کچھ دیر قبل لاہور کے مختلف علاقوں میں بارش کا سلسلہ شروع ہوگیا جس کی وجہ سے حلقہ کے ذمہ داران کو تشویش لاحق ہوئی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کچھ دیر بعد بارش کا سلسلہ کچھ تھم گیا اور شرکا کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا گیا۔ امیر تنظیم اسلامی، نائب ناظم اعلیٰ شرقی پاکستان محترم پرویز اقبال کے ہمراہ نماز مغرب کے وقت ہال میں تشریف لائے اور نماز ہال کے اندر باجماعت ادا کی۔ بارش کے باعث پروگرام کا آغاز کچھ تاخیر سے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض امیر حلقہ لاہور شرقی محترم نورالوری نے ادا کئے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جس کی سعادت محترم حافظ حسین احمد نے حاصل کی۔

امیر تنظیم اسلامی نے اپنے خطاب کے آغاز میں حمد وثنا اور موضوع سے متعلق آیات کی تلاوت کے بعد شرکا کا خصوصی شکریہ ادا کیا کہ وہ بارش کے باوجود اتنی کثیر تعداد میں خطاب سننے کے لیے موجود ہیں۔ امیر تنظیم نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اس وقت پوری دنیا میں عالمی دجالی تہذیب کا غلبہ ہے، یہ شیطانی اور دجالی تہذیب ہمارے خاندانی اور معاشرتی نظام پر بھی حملہ آور ہے۔ جس طرح آدم علیہ السلام سے حسد کی بنا پر شیطان نے انسانیت کو گمراہ کرنے کی سکیم تیار کی ویسے ہی یہود کو نبی آخری الزماں ﷺ سے دشمنی اور عداوت تھی۔ چنانچہ یہودی بحیثیت قوم شیطان کے انسانیت دشمن ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے آلہ کار کے طور استعمال ہورہے ہیں۔ عالمی سطح پر معیشت میں سود کو فروغ دے کر اور سماجی حوالے سے اخلاق باختگی اور بے حیائی کو فروغ دے کر مسلمانوں کو اُن کی اقدار سے دور کیا جارہا ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لیے عالمی سطح پر اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے کانفرنسز منعقد کی جارہی ہیں۔ ان اجلاسوں میں مرد وعورت کے معیارات اور خواتین کی ترقی اور معاشی خود مختاری کے دلفریب مگر گمراہ کن نعروں کے ذریعے شیطانی ایجنڈے کو فروغ دیا جارہا ہے اور یہ سب کچھ انسانی حقوق کے نام پر کیا جارہا ہے۔

اُنہوں نے کہا کہ انسانی حقوق کے ان نام نہاد علمبرداروں کو غزہ میں طویل عرصہ سے جاری قتل وغارت گری اور بے گناہ معصوم بچوں اور عورتوں کا ناحق بہتا ہوا خون نظر نہیں آتا۔ کشمیر، عراق، شام اور افغانستان میں لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام ان کے انسانی حقوق کے دعویٰ کا منہ چڑاتا نظر آتا ہے۔ اسلام کا خوبصورت خاندانی نظام پوری دنیا خصوصاً مغربی دنیا کی خواتین کے لیے کشش کا باعث ہے اسی لئے وہاں خواتین مردوں کی نسبت زیادہ تعداد میں دین اسلام قبول کررہی ہیں۔ اُنہوں نے سابق امریکی صدر اور دیگر مغربی لیڈران کے بیانات کا حوالہ بھی دیا جن میں وہ اپنے خاندانی نظام کی شکست وریخت اور تباہی سے پریشان ہوکر اپنے لوگوں کو خاندانی نظام کی مضبوطی کے لیے شادی کے ادارے کو فروغ دینے کی تلقین کرتے نظر آتے ہیں۔ خطاب کے آخر میں امیر تنظیم نے فرمایا کہ ہمیں نکاح کو آسان بنانا ہوگا اور پردے کو رواج دے کر اسے اختیار کرنا ہوگا۔ ستر وحجاب کی اہمیت کو از سرنو اجاگر کرنا ہوگا۔ امیر تنظیم کے دعائیہ کلمات پر یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

(رپورٹ: نعیم اختر عدنان، ناظم نشر واشاعت حلقہ لاہور شرقی)

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام نصف روزہ سہ ماہی تربیتی اجتماع

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام مورخہ 4 اگست 2024ء کو نصف روزہ سہ ماہی تربیتی اجتماع کا انعقاد رفاہ کالج جوہر آباد میں کیا گیا۔ میانوالی، جوہر آباد اور سرگودھا سے مجموعی طور پر 60 رفقاء اور 9 احباب نے پروگرام میں شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز صبح 8:10 پر تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جناب محمد گلباز نے سورہ الواقعہ کے آخری رکوع کی تلاوت وترجمہ کی سعادت حاصل کی۔

اس کے بعد جناب نورخان نے ''فتنۂ دجال کی حقیقت اور اس سے بچاؤ، سورہ الکہف کی روشنی'' میں بیان کیا۔ بعد ازاں درسِ حدیث کی ذمہ داری جناب ظفر اقبال لاہڑی نے ادا کی۔ اس کے بعد جناب طاہر محمود نے ''دُنیا کی عظیم ترین نعمت: قرآن حکیم'' کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔

اس کے بعد وقفہ برائے چائے وباہمی ملاقات ہوا۔ وقفے کے بعد ناظم دعوت حلقہ جناب حمید اللہ نے سلائیڈز کے ذریعے نہایت خوبصورت انداز میں ''پاکستان میں نفاذِ دین اسلام مگر کیسے؟'' کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اس کے بعد جناب عبدالرحمٰن نے ''تعلق مع اللہ ذاتی جائزہ محاسبہ ترغیب وترہیب'' کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔

اس کے بعد رفقاء کو پروگرام کو مزید بہتر بنانے کے لیے تاثرات وتجاویز کے لیے وقت دیا گیا۔ اختتامی کلمات میں امیر حلقہ نے پروگرام میں شرکت کرنے والے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور رب کائنات سے دُعا کی کہ وہ ہماری اس حاضری کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ امیر حلقہ نے اس بات پر زور دیا کہ جماعت کی اصل روح سمع وطاعت ہے اور اس کے ساتھ نماز میں خشوع وخضوع کی اہمیت کی طرف رفقاء کی توجہ دلائی۔ اس کے بعد پروگرام کا مختصر خلاصہ بیان فرمایا۔ احسان اسلام کا مطالعہ اور اس پر عمل پیرا ہونے کے ہدف کو سامنے رکھنے کی تلقین فرمائی۔ مسنون دُعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ شرکا کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں منظور ومقبول فرمائے۔ آمین!

(رپورٹ: ہارون شہزاد، ناظم نشر واشاعت حلقہ سرگودھا)

انفرادی دعوت/حلقہ قرآنی کے عملی تجربات

(ڈاکٹر سید وقاص علی، کورنگی غربی، حلقہ کراچی جنوبی)

میرا نام سید وقاص علی ہے اور میں پیشے کے اعتبار سے بچوں کا سرجن ہوں۔ میں نے 2018ء میں تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کی۔ اس وقت مقامی تنظیم کورنگی غربی حلقہ کراچی جنوبی میں نقیب اسرہ کی ذمہ داری ہے۔ مقامی امیر کورنگی غربی سعید الرحمٰن صاحب کا اسی سال (2024ء) فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے جانا ہوا تو مجھے قائم مقام امیر کی

ذمہ داری بھی دے گئے اور جب 23 جون 24ء کو حلقہ کے امراء و معاونین اجلاس میں کورنگی غربی کی نمائندگی کی تو قائم مقام امیر حلقہ عابد خان نے مرکز سے موصول ہدایات میں انفرادی دعوت کے عملی تجربات شیئر کرنے کا کہا۔ تو اسی سلسلہ میں اپنی ایک آپ بیتی بیان کر رہا ہوں۔ اس تحریر میں مجھ پر جن حضرات نے محنت کی ان کا ذکر اور شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے 2017ء میں مجھے حج کی توفیق سے نوازا اور وہاں میرے دل میں قرآن پاک سمجھ کر پڑھنے کی رغبت پیدا ہوئی۔ تو نیٹ پر سرچ کرنے پر بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا بیان القرآن آ گیا جسے الحمد للہ مکمل سن ڈالا۔ اسی کی سماعت کے دوران مجھ پر عربی زبان سیکھنے اور جماعتی زندگی اختیار کرنے کی اہمیت بھی واضح ہوگئی۔ حج سے واپسی پر فوراً اپنی رہائش گاہ کے قریب تنظیم اسلامی کے مرکز جانا ہوا تو پہلے قرآن اکیڈمی کورنگی زمان ٹاؤن گیا اور عربی گرامر کی کلاسز لینا شروع کر دیں۔ پھر جب کچھ ہی دنوں میں تنظیم میں شمولیت کی خواہش ظاہر کی تو مجھے بتایا گیا کہ کورنگی کے علاقہ میں تین مقامی تناظیم ہیں اور میری رہائش کورنگی غربی کے نظم میں آتی ہے۔ میں نے کورنگی غربی کے ذمہ داران سے رابطہ کیا۔ ان کا دفتر کورنگی کراسنگ پر واقع تھا اور دفتر میں مقامی امیر سے ملاقات کر کے تنظیم اسلامی میں شمولیت کے لیے بیعت فارم پُر کر لیا۔ میں شروع سے ہی لوگوں کے سامنے بات کرنے اور بولنے سے جھجکتا تھا۔ مجھے ابھی بھی یاد ہے کہ جب میں نے پہلی بار آیت البر کے موضوع پر درس قرآن دیا تو اس وقت میرے سامنے صرف ایک ہی سامع موجود تھا اور وہ بھی میرے استاد تھے لیکن اس کے باوجود میری آواز کانپ رہی تھی اور میں بیان مکمل بھی نہ کر سکا حالانکہ پورا درس میں نے کاغذ پر لکھا ہوا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ تنظیم اسلامی کے مقامی اجتماعات میں مجھے پانچ سے دس منٹ کا تیار درس دیا جاتا جو میں کاغذ کو دیکھتے ہوئے کسی حد تک بیان کر دیتا تھا لیکن اس میں بھی اکثر اوقات آواز اٹک جاتی تھی لیکن ساتھیوں کی حوصلہ افزائی میرا ساتھ دیتی تھی۔ 2019ء میں میں نے ڈاؤ یونیورسٹی میں کام شروع کیا۔ وہاں پر ہم نے ہفتے میں دو دن مارننگ میٹنگ کا آغاز کیا۔ منگل کے دن ہمارے وارڈ کے سرجن اور ڈاکٹر موجود ہوتے تھے جبکہ جمعہ کے دن پیڈز میڈیسن وارڈ کے پروفیسر اور ڈاکٹر صاحبان بھی حاضر ہوا کرتے تھے۔ شروع کے چند مہینے تو یہ میٹنگ خالصتاً پروفیشنل طریقے سے مکمل کر لی جاتی تھی۔ ایک روز میں نے پریزنٹیشن کے آخر میں سورۃ عصر بمعہ ترجمہ اور اس کا مختصر خلاصہ بیان کیا۔ اس میں بھی میری آواز کانپ رہی تھی اور میں لوگوں کی طرف دیکھنے سے قاصر تھا لیکن اگلے جمعہ جب دوبارہ پروفیشنل طریقے سے میٹنگ ختم ہوئی تو لوگوں نے اصرار کیا کہ کچھ بیان کریں تو میں نے سورۃ کہف کا بیان شروع کیا جو ایک سلسلہ وار درس میں تبدیل ہو گیا اور لوگ پسند کرنے لگے حالانکہ ابھی بھی میرے اندر خود اعتمادی کی کمی تھی۔ لیکن ڈاکٹرز نے ہمت بندھائی اور ہمیشہ حوصلہ افزائی کی۔ سورۃ کہف کے بعد ہم نے قرآن کا سورۃ فاتحہ سے ایک رکوع پڑھنا شروع کیا اور یہ دورہ ترجمہ قرآن کی طرح ہوا کرتا تھا جس کے اندر پاور پوائنٹ پروجیکٹر پر قرآن مجید کی آیات دکھائی جاتی تھی اور سامعین میں سے کوئی ایک ڈاکٹر سلائیڈ کو چینج کیا کرتا تھا اور میں محترم انجینئر نوید احمدؒ کی ترجمہ برائے تدریس قرآن حکیم سے ترجمہ پڑھ دیا کرتا تھا۔ ہر جمعہ کو جو رکوع پڑھنا ہوتا تھا اس کی تیاری ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بیان القرآن سے کرتا رہا۔ آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے میری زبان کی گرہیں کھلتی چلی گئیں اور اسی کی بدولت میں نے، جو کبھی بھی زندگی میں پروفیشنل لائف میں کسی کانفرنس میں پاور پوائنٹ پریزنٹیشن نہیں دی تھی بلکہ صرف پوسٹر بنا کر اس کے ساتھ کھڑے ہونے پر اتفاق کیا تھا، پریزنٹیشن دینے لگا۔ کووڈ سے اگلے سال فاروق بھوجا صاحب کی خواہش پر نظم بالا کی اجازت سے انہی کے گھر میں خلاصہ مضامین قرآن بیان کیا اور اس کے بعد اگلے سال اپنے مقامی امیر کے مشورے پر اپنے علاقے میں خلاصہ مضامین قرآن بیان کیا۔ اب صورتحال یہ ہے کہ ہم سلسلہ وار قرآن پڑھتے پڑھتے سورۃ الاعراف تک پہنچ چکے ہیں اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ سلسلہ جاری ہے۔ بات اب یہ ہو چکی ہے کہ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ہم آپ کے کیس پریزنٹیشن میں کم اور بیان القرآن میں زیادہ دلچسپی سے شریک ہوتے ہیں۔ اس دعوت کے خود میرے اوپر بھی کافی مثبت اثرات ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کا، بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ، اپنے اساتذہ اور اپنے کولیگ ڈاکٹرز اور پروفیسرز کا ہمیشہ مشکور رہوں گا جن کی بدولت میری ایک بہت بڑی کمزوری مجھ سے دور ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلوص کے ساتھ آخری سانس تک اپنے دین متین کی خدمت کی توفیق دیئے رکھے۔ آمین!

مسلم طلبہ محاذ کے زیر اہتمام ”سیو فلسطین یوتھ کانفرنس“

مسلم طلبہ محاذ کی دعوت پر امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ نے ”سیو فلسطین یوتھ کانفرنس“ میں شرکت فرمائی۔ یہ کانفرنس بروز منگل 27 اگست 2024ء کو آرٹس کونسل میں منعقد ہوئی۔ جناب سینیٹر مشتاق سمیت کئی دینی اور سیاسی رہنماؤں نے کانفرنس میں شرکت کی۔ اسٹیج سیکرٹری جناب بلال ربانی نے ”پاکستان میں خلافت کی توانا آواز، تنظیم اسلامی“ کے تعارف سے امیر محترم کو دعوت خطاب دی۔ امیر تنظیم اسلامی نے اپنے مختصر خطاب میں فلسطین کی صورتحال کا ذکر کرتے ہوئے حاضرین کو جھنجھوڑا۔ انہوں نے فرمایا یہ دنیاوی زندگی کا امتحان ہے، اب ہمیں احتساب کرنا ہے کہ ہم اس امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں یا ناکام۔

غزہ و فلسطین کے مسلمان چالیس ہزار سے زائد جانیں دینے کے بعد بھی جھکے نہیں، آج بھی ان کے حوصلے بلند ہیں مگر ہمارے ملک کی مسجدوں کا یہ حال ہے کہ شاید قنوت نازلہ پڑھتے ہوئے تھک گئے ہیں الا ماشاء اللہ۔ ہماری اجتماعی بے حمیتی کا یہ حال ہے کہ یہاں سے زیادہ مغرب میں احتجاج ہو رہا ہے۔ ایک اہم ترین عرب ملک کے ولی عہد نے بزدلانہ بیان دیا کہ اسرائیل کی حمایت کرنے پر وہ انور سادات کی طرح قتل ہو سکتے ہیں۔ قیام پاکستان سے پہلے برصغیر کے مسلمانوں نے 1940ء میں فلسطین کے حق میں قرارداد پاس کی تھی۔ ہمیں دو ریاستی حل نہیں بلکہ ایک فلسطینی ریاست کی بات کرنی چاہیے۔ 1967ء کی جنگ میں پاکستانی پائلٹوں نے اسرائیل کے خلاف جنگ لڑی، اب کیوں نہیں؟ اسمٰعیل ہنیہ پاکستان سے مدد کی درخواست کرتے ہوئے اللہ کے پاس حاضر ہو گئے۔

اسرئیل کی مذمت کرنے میں ہمارے وزیر اعظم اور حکومت نے نو ماہ لگائے۔ اس ذلت و رسوائی کی وجہ دنیا سے محبت اور موت سے خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں واضح فرمادیا ہے کہ اللہ کو جزوی اطاعت قبول نہیں ہے اس کا انجام دنیا و آخرت کی رسوائی ہے۔

ہمارے لیے راستہ رسول اللہ ﷺ اور دین اللہ سے وفا ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلماں میں اسی لیے نمازی

امیر حلقہ کراچی جنوبی جناب ڈاکٹر محمد الیاس نے بھی کانفرنس میں شرکت کی۔

(رپورٹ: سرفراز احمد، ناظم نشر و اشاعت حلقہ کراچی جنوبی)

knowledge that victory will bring them liberation from the clutches of the zionist war criminals. Death means martyrdom, the highest reward Allah *(SWT)* offers to those who strive in His way. Either way, they win.

If war planes, missiles, artillery and guns were enough to win wars, the US would have won in Vietnam and Afghanistan, the French in Algeria and the zionists in Palestine. While the oppressors are capable of killing millions of innocent people—this is what they have done throughout history—it has not brought them victory. In every conflict, they have suffered a humiliating defeat. The zionists will face the same ignominious fate in Palestine. The heavily-armed Israeli soldiers are terrified of facing the intrepid Islamic fighters. This is what explains the zionists' brutal attacks on civilians and their infrastructure—homes, hospitals, schools, universities, shelters and even water treatment plants. They carry out such attacks in frustration. Hitting soft targets is easy.

If even a tenth of such suffering had been inflicted on the zionists, they would have fled long ago. This is not conjecture. A new survey published on July 17 by the Jewish People Policy Institute (JPPI) shows that about 25 percent of Jewish Israelis would flee, if there was a practical way to do so. This is a new phenomenon for the colonial-settler entity. It has thrived on bringing Jews from all over the world to populate the land of Palestine. The illegal intruders in Palestine are beginning to find that life is not what was promised to them. There are risks involved. They did not come to occupied Palestine to face risks or even get killed. That is not fun. Better flee while there is an opportunity.

All this is the direct result of the resistance put up by Hamas and the people of Gaza. The murderous thugs of the Israeli army are exhausted. Their commanders openly admit that they cannot go on like this for much longer. Despite an endless supply of weapons from the US, their equipment, especially armor is badly depleted. The Israeli news portal Ynet reported recently that the Israeli military is suffering from a shortage of tanks, ammunition, and experienced officers. This is due to losses suffered in the war in Gaza. Without their tanks, Israeli soldiers feel extremely vulnerable. The zionist army has not only suffered massive casualties—deaths and injuries—many soldiers also suffer from post-traumatic stress disorder (PTSD). How long can they last?

The oppressors' tactic is to terrorize their victims by indulging in wholesale slaughter. If the victims decide to stand up and fight, it radically transforms the situation. This is what is happening in Gaza.

Link: ***https://crescent.icit-digital.org/articles/when-oppression-intensifies-resistance-becomes-necessary***

اناللہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ کراچی جنوبی، کلفٹن تنظیم کے بزرگ مبتدی رفیق (عمر 99 سال) محمد اقبال مرزا وفات پا گئے۔

☆ حلقہ کراچی وسطی، شاہ فیصل کے رفیق محترم غلام عباس وفات پا گئے۔

☆ حلقہ بہاول نگر کے مبتدی رفیق محترم محمد سلیم کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0302-7926560

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے رفیق محترم محمد نوید کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0321-5709141

☆ حلقہ بہاول نگر کے مبتدی رفیق محترم محمد شعیب کمبوہ کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0300-8814318

☆ حلقہ کراچی وسطی، راشد منہاس جوہر 2 کے مقامی امیر محترم فیصل منظور کی تائی جان وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ کراچی وسطی، سوسائٹی کے امیر محترم اسجد فاروق کے ماموں وفات پا گئے۔

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے نقیب اسرہ محترم جمال مالک کے سسر وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0333-9174969

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

When Oppression Intensifies, Resistance Becomes Necessary

The world is not governed by law, or at least not in practice. Nor is there any respect for the UN Charter, no matter how often it is invoked by hypocritical western regimes. People's basic rights and dignity are trampled with impunity. Unfortunately, the world operates on the basis of might is right. The militarily powerful states and groups terrorize and oppress the weak and vulnerable. What is happening in Gaza and the rest of Palestine is clear proof of this dictum. The oppression of Palestinians has gone on for decades. In fact, it started even before the illegitimate zionist entity was planted on the land of the Palestinian people. The settler colonial entity has no right to exist.

The overwhelming majority of its population comprises intruders from Eastern and Western Europe as well as North America. Their illegal settlement in Palestine was facilitated by the British in the middle of the last century. Today, the settler entity is fully backed by the US, itself a settler colony of Europeans who perpetrated a genocide of the indigenous population. The zionists are busy indulging in the same policy in Palestine today.

Will they succeed? Their chances do not look promising although it is not for lack of trying. Since October 7, 2023, the zionists have murdered in cold blood some 18,000 Palestinian children and another 21,000 are missing, buried under the rubble of destroyed buildings. They are almost certainly dead. The zionists are guilty of infanticide on an industrial scale. The Palestinians' overall death toll has surpassed 40,000. A recent study by the British medical journal, The Lancet, estimates that the death toll in Gaza may be as high as 186,000. Incessant forcible displacement of the civilian population from one place to another, to be slaughtered like cattle in the new "safe zone", using starvation as a weapon of war and the prevention of medicines to treat the thousands of injured are all meant to ethnically cleanse the Palestinians from their own land. What choices are the Palestinians left with?

Should they flee in the face of such brutality so that the marauding zionists can take over even the tiny sliver of land of Gaza as they did with the rest of Palestine 1947-1948 and 1967? Should they stay put in their bombed-out homes so that they can be slaughtered in cold blood? Or, they should stand up and fight the occupiers? This is what the Palestinians have decided to do. Despite the odds, they are standing up to zionist brutality. Regardless of the vile propaganda hurled at them, the long-oppressed Palestinians have an inherent right to resist their occupiers. This right has been recognized in international law as well as affirmed by several United Nations General Assembly resolutions. International law also states that the occupier has no right to self-defense. Occupation itself is a crime. A murderer or thief cannot claim self-defense if the victim rises up to defend himself/herself against the perpetrator. Given this context, we must look at the Palestinian resistance that has risen up to face zionist savagery.

Hamas is in the forefront of this resistance. They derive their strength from Islam. They are not only not afraid of the heavily-armed Israeli soldiers but have also inspired the Palestinian people to show resilience and steadfastness. Zionist Israel's US-supplied planes, missiles, tanks and heavy machine guns do not intimidate them. The Islamic resistance relies not on weapons but on. They are secure in the

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.34
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore